استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان



اگست ۱۹۶۶ء

مدیران
رفیق احمد ثاقب
محمد شفیق قیصر

فی پرچہ ۶۲ پیسے
قیمت سالانہ چھ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنامہ خالد ربوہ

ادارۂ تحریر
رفیق احمد ثاقب ـــــ محمد شفیق قیصر ـــــ لطف الرحمٰن محمود

| جلد ۱۳ | ظہور ۱۳۴۵ھ ش | ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ | اگست ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۰ |
|---|---|---|---|---|



## ترتیب



(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

اداریہ



# غلبۂ اسلام کی کلید

اسلام کی ترقی دنیا کی تاریخ کا ایک بے مثال واقعہ ہے۔ تیرہ سال تک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فرض ادا فرماتے رہے۔ اس جمالی دور میں حضورؐ کی دعوت کو مکہ کے بہت کم لوگوں نے قبول کیا۔ ان ماننے والوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ اس اثناء میں یثرب کی سعادت مند روحیں اس آسمانی نور کو شناخت کر چکی تھیں۔ ان مومنین کے اصرار پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے مکہ کو چھوڑا اور رات کی تاریکی میں ایک رفیقِ سفر کے ساتھ یثرب کا رُخ کیا —— یہ واقعہ تاریخ اسلام میں "ہجرت" کے نام سے موسوم ہے!۔ مادی لحاظ سے اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک تحریک کا داعی اپنے شہر والوں سے "مایوس" ہو کر خدا کے حکم سے نئے تجربے کے لئے ایک دوسرے شہر کا رُخ کرتا ہے —— ٹھیک اس واقعہ کے ایک سو سال کے اندر اس مقدس انسان کے نام لیوا سپین سے لیکر چین تک کے وسیع علاقے کے مالک بن گئے!! - ایک صدی کے اندر اندر اتنی ترقی آج تک اس کرۂ ارض پر کسی تحریک کو نصیب نہیں ہوئی۔ یہ معجزہ اور کرامت آج تک مؤرخین کو انگشت بدنداں کئے ہوئے ہے!

اس حیران کن انقلاب کے اسباب کیا تھے؟ یہ مؤرخ کا موضوع ہے ہمیں تو ایک بنیادی سبب معلوم ہے اور وہ یہ کہ ؎

ہر مسلماں رگِ باطل کے لئے نشتر تھا　　؎　　اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا

اسلام نے عربوں کو بالکل بدل دیا۔ یہی "بدو" جنہیں دنیا حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ جو تہذیب و تمدن کی شعاعوں سے محروم خطۂ ارض میں رہتے تھے —— قتل و غارت جن کا معمول تھا —— چوری، ڈاکہ اور دیگر ظلم جن کے مشاغل تھے —— یہ لوگ ایسے بدلے کہ دنیا کے اُستاد ہو گئے۔ ساری دنیا کی دینی، روحانی، علمی، معاشرتی، سیاسی، تمدنی، غرض ہر شعبۂ زندگی میں قیادت کی۔ علم و اخلاق اور سیرت و کردار کے ایسے دلکش سانچوں میں ڈھل گئے کہ دیکھنے والے گرویدہ ہو گئے اور اپنے ظنونِ فاسدہ اور عقائدِ باطلہ کی کینچلی اُتار کر اُن کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اسلام کے اس حیران کن غلبے کا راز یہی ہے کہ ہر مسلمان سپاہی، تاجر، صنّاع اور حکیم سپاہی، تاجر، صنّاع اور حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ مومن بھی ہوتا تھا۔ —— اسلام اس کے اقوال، اعمال اور افعال سے ظاہر ہوتا تھا یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ اسلام کی مجسّم متحرک تصویر ہوتا تھا!! ؎

یہ راز کسی کو معلوم نہیں کہ مومن　　؎　　قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

اور یہ مجسّم قرآنی تصویریں جہاں بھی گئیں اپنے حُسن اور جاذبیت سے ان علاقوں کے باشندوں کے دل موہ لئے۔

صرف ایک مثال ہی لے لیجئے۔ انڈونیشیا، سیلون اور دوسرے جزائر مسلمان تاجروں کے طفیل حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

وہ تاجر تھے مگر ہر تاجر اسلام کی چلتی پھرتی تصویر بھی تھا۔ اسلام کے علم سے اس کا سینہ منور تھا، اسلام کے نور سے اس کی جبین روشن تھی، اسلامی اخلاق اس کی حرکات و سکنات سے ہویدا تھا ــــ یہ صرف جزائر انڈونیشیا ہی کی بات نہیں جہاں جہاں ابتدائی مسلمان گئے اسلام اُن کے ساتھ گیا اور وہاں پھیلا۔ !!



موجودہ دَور اسلام کی تجدید اور تکمیلِ اشاعت کا دَور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور ہم احمدیوں نے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے آپ کے مقدس ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے حضورؑ کا بے نظیر لٹریچر اور آپ کے خلفاء کی تصانیف اس زمانے کے وساوس کے ازالے کا تیر بہدف علاج ہیں۔ اسکے ساتھ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونیکی عملی برکات، نورِ یقین اور تاثیرات کا ہمارے جوارح سے ظاہر ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے کیونکہ قول کے ساتھ جبتک عمل کی چاشنی نہ ہو تاثیر ظاہر نہیں ہوتی۔ !

اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جماعت کی تنظیم کے تحت مبلغین اور داعیانِ اسلام کا ایک مبارک گروہ اکنافِ عالم میں مصروفِ جہاد ہے لیکن کیا کئی اَرب آبادی کے اِس وسیع کارزار میں چند سو مجاہدین اُتار کر ہم اِس فرضِ منصبی سے سبکدوش ہو سکتے ہیں؟ یہ تو ہم سب کا فرض ہے، ہم اس فرض کی ادائیگی مسلمان عرب تجاّر اور صنّاعوں کے نقشِ قدم پر چل کر کر سکتے ہیں۔

ہماری جماعت کے وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس و مبارک زمانہ پایا اور آپ کے انوار و برکات سے استفادہ کیا اُن کی زندگیاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے سانچوں میں ڈھل گئیں اور وہ بھی اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ بن گئے اور انہیں دیکھ کر اقبال بھی پکار اُٹھا۔

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں"۔ (ملت بیضا پر عمرانی نظر ص۱)

اس مقدس طائفہ کے بعد اگلی نسل نے بھی ان روایات کو زندہ رکھا اور اسلام و احمدیت کی علمی، عملی اور اخلاقی برتری قائم رہی، اور سعادتمند روحیں حُسنِ عمل اور جمالِ سیرت سے گھائل ہوتی رہیں۔ !!

ہم نوجوان اب تیسری نسل ہیں۔ ہمارے لئے ان مقدس روایات کو قائم رکھنا اور سیرت و کردار کے لحاظ سے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے رنگ میں ڈھلنا از بس ضروری ہے۔ ہمارے اساتذہ، ہمارے تاجر، ہمارے صنّاع، ہمارے سائنسدان، ہمارے طلبہ، ہمارے ڈاکٹر، ہمارے انجینئر، ہمارے ملازمین، ہمارے افسران، ہمارے زراعت پیشہ، ہمارے کھلاڑی ــــ ہمارے مکینک ــــ ہمارے وکیل، ہمارے غریب، ہمارے امیر، ہمارے صحافی اور ہمارے مرد ہماری عورتیں، ہمارے بچے، ہماری بچیاں، ہمارے بھائی، ہماری بہنیں، ہمارے بوڑھے اور ہمارے نوجوان ــــ غرض ہر ایک فردِ جماعت کو اپنی پیشہ ورانہ شخصیت کے علاوہ ایک سچا مسلمان اور مخلص احمدی ہونا چاہیئے ــــ علمی اور عملی اور اخلاقی برتری، دیانت و امانت،

عفت، صداقت، پاکبازی، ہمدردی اور خدمت خلق کی جو روایات ہمارے بزرگوں نے قائم کی ہیں انہیں قائم رکھنا ہمارا اوّلین فرض ہے ـــــ قوموں کی ترقی اُس وقت رُکتی ہے جب جانشین نسل اپنے آباء اور بزرگوں کے طریقِ کار اور طرزِ عمل سے منحرف ہو جاتی ہے یا سُست اور کاہل ہو جاتی ہے ۔ اور ذمہ داریوں کا بوجھ اُن کے کندھوں سے گر کر پاؤں کی ٹھوکریں کھانے لگتا ہے ـــــ بعض افراد کی انفرادی کمزوری کے نظر انداز ہونے کا آئینِ فطرت میں جواز موجود ہے لیکن قوموں کی غفلت یا آسمانی نعماء کی ناقدری کو قدرت نے آج تک معاف نہیں کیا ـــــ زوالِ اسلام کی تاریخ کے خونچکاں ابواب ہمارے سامنے ہیں ـــــ سو ہماری نوجوان نسل کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے !!

اگر ہماری جماعت کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ، اپنے اپنے پیشے میں، اپنے اپنے ماحول میں ـــــ اسلام و احمدیت کی تعلیمات کا مجسمہ اور مرقع بن جائے ـــــ تو یہ ایسا معجزہ اور کرامت ہوگی جو دنیا کے دلوں کو ہلائے بغیر نہ رہے گی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہمارے نوجوان اگر اعلیٰ قابلیتیں پیدا کر لیں تو دُنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے ۔ کیونکہ جب لوگ یہ دیکھیں گے کہ دُنیا کا سب سے بڑا سائنس دان بھی احمدی ہے ۔ دُنیا کا سب سے بڑا محقق بھی احمدی ۔ دُنیا کا سب سے بڑا مولوی بھی احمدی ہے ۔ دُنیا کا سب سے بڑا انجینئر بھی احمدی ہے ۔ دُنیا کا سب سے بڑا ڈاکٹر بھی احمدی ہے ۔ دُنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے ۔ دنیا کا سب سے بڑا صناع بھی احمدی ہے تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے ........ ایسی صورت میں ہمارا مبلغ جہاں بھی تبلیغ کر رہا ہوگا وہاں یہ بات اس کی مدد کر رہی ہوگی کہ یہ اس قوم کا مبلغ ہے جس میں ایسے ایسے اعلیٰ پایہ کے انسان پائے جاتے ہیں ۔"

(بحوالہ الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۶۰ء)

---

پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ساتھ ساتھ اپنی دینی، علمی اور عملی حالت کا جائزہ لیتے رہیں ۔ اور اسلام کی موجودہ عالمگیر جنگ میں حصہ لینے کے لئے تیاری کریں اور میدانِ کارزار میں اُتریں ۔ یہ عملی نمونے کا جہاد اور حالی اور قالی امداد ـــــ موجودہ زمانے کی ایک اہم امداد ہے ـــــ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے

اُس کے دُور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دُور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہیے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اُٹھا دے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۶۴)

پھر فرمایا:۔

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اس لئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں رات دن ایک کر دے" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹)

نیز فرماتے ہیں:۔

"مومن کو چاہیئے کہ وہ جدّ و جہد سے کام کرے۔ لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا کہ دُنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ۔ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۲-۹۳)

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی تائیدِ دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے کہیں زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص چاہے کہ ہم اُس سے پیار کریں اور دُعائیں نیاز مندی اور سوز سے اُس کے حق میں آسمان ہو جائیں۔ وہ ہمیں اِس بات کا یقین دلا دے کہ وہ خادمِ دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۸)

ان مقدس دُعاؤں کا خزانہ آسمان پر موجود ہے۔ غلبۂ اسلام کے لئے کوشش اور جدّ و جہد کرنا اس کی کلید ہے۔ آؤ اِس کلید سے فائدہ اُٹھائیں۔!!

(ل۔م)

# معارفُ القرآن

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝
۲۷ اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ ۝
۲۸ اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال والے خدا کی توجہ ہو۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۲۹ اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝
۳۰ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ اُسی سے اپنی ضرورتیں طلب کرتا ہے وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۳۱ سو بولو کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝
۳۲ اے دونوں زبردست طاقتو[1]! ہم تم دونوں کے لئے فارغ[2] ہو رہے ہیں۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
۳۳ پھر[3] بولو کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝
۳۴ اے جن[4] و انس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں[5] اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل کر دکھا دو۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔ (سورۃ الرحمٰن)

---

[1] یعنی روس اور امریکہ کی طاقتوں کا مجموعہ۔

[2] یعنی کچھ دن ڈھیل دے کر دونوں کو تباہ کر دیں گے۔

[3] یعنی تباہی کے وقت پوچھیں گے کہ کیا یہ انتہا نعمتیں تم پر نازل نہ ہوئی تھیں اور تم دین سے تمسخر نہ کرتے تھے۔

[4] جن امراء اور انس عوام۔ سو آجکل ایک طرف امراء کا گروہ ہے یعنی کیپیٹلزم اور دوسری طرف پرولتاریت یعنی عوام کا۔ یا یوں کہو کہ روس کا۔

[5] دونوں پارٹیاں ایسے راکٹ تیار کر رہی ہیں جن سے بلند آسمانی سیاروں تک پہنچ سکیں۔ مگر فرماتا ہے وہ اس میں کامیاب نہیں ہونگے اور زیادہ سے زیادہ ان سیاروں تک پہنچ سکیں گے جو اس زمین سے کھلی آنکھ سے نظر آتے ہیں۔ (از تفسیر صغیر)

# احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## مُفلس کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارے خیال میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ کچھ مال اسباب۔ فرمایا میری اُمت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ نماز، روزے، زکوٰۃ سب فرائض ادا کئے ہوں گے مگر کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون کیا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ اور اس کی نیکیاں ان سب ظلموں کے عوض میں دیدی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ اس کے سر پہ ڈال کر اُسے دوزخ کی آگ میں گرایا جائیگا۔

(مسلم)

## تیرا چلنا مبارک ہو!

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مریض کی بیمار پُرسی کرے یا اللہ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی کی زیارت کو جائے تو ایک پُکارنے والا پُکارتا ہے کہ تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا مبارک ہو۔ تُونے اپنی جگہ بہشت میں بنالی۔

(ترمذی)

## والدین کی وفات کے بعد!

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص بنی سلمہ سے آیا اور کہا یا رسول اللہؐ! میرے ذمے کوئی نیکی ایسی باقی ہے کہ والدین کی موت کے بعد وہ نیکی اُن سے کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اُن کے لئے دُعا اور استغفار اور ان کی موت کے بعد ان کا عہد پُورا کرنا اور اُن کے قرابتیوں سے محض ان کی رضا کے لحاظ سے ملاپ اور ان کے دوستوں کا اکرام۔ (ابوداؤد)

## ع دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال بالکل منڈے ہوئے تھے اور کچھ چھوڑے ہوئے۔ آپؐ نے منع فرمایا اور کہا کہ یا تمام بال منڈوا دو یا تمام بال چھوڑ دو۔

(ابوداؤد)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# سچائی اختیار کرنے والا کبھی ذلیل نہیں ہوتا



سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کیونکر اس کو باور کروں۔ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اُٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اَور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو اُن کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ اُن کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

میرے ایک اُستاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا۔ تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے اُنہوں نے کہا آپ نے بڑا ظلم کیا۔ اس پر شیر سنگھ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سَو بکرا کھایا ہے ——— اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے۔ جو شخص سچائی اختیار کرے گا۔ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو۔ اسلئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔" (الملفوظات جلد ہشتم ص ۲۵۳)

نصراللہ خان ناصر شاہد
جامعہ احمدیہ

# سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت غیور اور بہادر انسان تھے۔ آپ ایک شیر دل اور جانباز نسۂ زندیِ اسلام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ آپ کی غیوری اور شجاعت کے واقعات اسلامی تاریخ کا حسن ہیں جنہیں کبھی کوئی مؤرخ فراموش نہیں کر سکتا۔

## حسب و نسب

حضرت حمزہؓ، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی کے فرزند تھے۔

آپ کی کنیت "ابو یعلی" اور بعض روایات میں "ابو عمارہ" معروف ہے۔ (یعلی اور عمارہ دونوں آپ کے صاحبزادے تھے) آپ کی والدہ ہالہ بنت وہیب تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی چچا زاد تھی۔ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب والدۂ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی سگی بہن تھیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی کا تعلق بھی تھا۔ ثویبہ ابو لہب کی لونڈی نے آپ کو بھی دودھ پلایا تھا۔

آپ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ چار سال بڑے تھے۔

## قبولِ اسلام

آپؓ نے بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کیا۔ احادیث میں آپ کا واقعہ قبولِ اسلام یوں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُس نے آپ کو ایذا پہنچائی اور گالیاں دینی شروع کیں اور بعض ایسے عیوب آپؐ میں بیان کئے جو دیانت کے خلاف تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ سُن کر خاموش رہے۔ عبداللہ بن جدعان تیمی کی ایک لونڈی کوہ صفا پر کھڑی یہ سب باتیں سُنتی رہی اس سلوک کے بعد ابوجہل واپس قریش کی مجلس میں چلا گیا اور یہ واقعہ بڑے فخریہ انداز میں بیان کرنے لگا۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ اپنی کمان لئے شکار سے لوٹے۔ آپ کا معمول تھا کہ شکار کھیلنے باہر نکل جایا کرتے اور جب واپس آتے تو گھر جانے سے قبل خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور بعض اوقات طواف کے بعد قریش کی محفل میں شریک ہوتے۔ جب آپ اس لونڈی کے قریب سے گزرے تو اُس نے کہا "اے ابو عمارہ! کاش تم اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مصیبت کو دیکھتے جو ابھی ان کو ابو الحکم (ابوجہل) سے پہنچی"۔ اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالی دی اور بہت نامناسب باتیں کیں مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (جو کہ ابھی تک مسلمان نہ تھے) کو سخت غصہ آیا۔ راستے میں کہیں نہ ٹھہرے اور نہ

حسبِ معمول کعبہ کا طواف کیا۔ جہاں ابوجہل قریش کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا وہاں پہنچے اور جاتے ہی ابوجہل کو زور سے کمان ماری اور زخمی کر دیا۔ بنی مخزوم سے کچھ لوگ ابوجہل کی حمایت کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے حمزہ ہم سمجھتے ہیں کہ تم بے دین ہو گئے ہو۔ حضرت حمزہؓ نے جواب دیا کہ مجھے جب اسلام کی سچائی کا علم ہو گیا ہے تو اسے قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔ خدا کی قسم میں اُسے نہ چھوڑوں گا تم لوگ مجھے روک سکو تو روک لو۔ اس پر ابوجہل نے کہا ابو عمارہ کو چھوڑ دو کیونکہ خدا کی قسم میں نے ان کے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں۔

جب حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کر لیا تو قریش نے سمجھ لیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت بڑھ گئی ہے اور وہ محفوظ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مذموم حرکات سے کسی حد تک رُک گئے۔

## غزوۂ بدر میں شرکت

جب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا اذن ہوا تو آپ بھی مدینہ میں تشریف لے آئے۔ ہجرت کے بعد کفار مکہ کا رویہ بدستور معاندانہ رہا۔ چنانچہ کفار مکہ ایک ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ بے شک سامانِ حرب کی کثرت اور اپنی طاقت کے نشے میں چُور تھا۔ حق و باطل کا یہ مقابلہ سخت آزمائش کا موجب تھا۔ کفار کی طاقت اہلِ ایمان سے سہ گنا تھی اور کفار کے مقابلہ میں جنگی سامان بہت قلیل مقدار میں تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضرت حمزہؓ جیسے مایۂ ناز فرزند عطا کئے ہُوئے تھے۔ حضرت حمزہؓ نے اس غزوہ میں کفار کے بڑے بڑے سرداروں شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور مطعم بن عدی کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ (بعض روایات میں ہے کہ عقبہ بن ربیعہ کے قتل میں آپ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی شریک تھے) غزوہ بدر میں آپ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور کفار پر بڑی شدت سے حملہ کرتے تھے۔

مشہور راوی ابوالحسن مدائنی کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت حمزہؓ کو علَم عطا فرمایا تھا جبکہ آپ کو ایک لشکر کے ہمراہ دریائی علاقہ قبیلہ جہینہ کی سرزمین میں بھیجا گیا تھا لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے عبیدہؓ بن حارث کو جھنڈا ملا تھا۔

## غزوۂ اُحد اور آپ کی شہادت

کفار مکہ کو غزوہ بدر میں جو ہزیمت اور ذلت پہنچی اس کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے دوسرے سال ۳ھ کو دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ ان کی تعداد پہلے سے کافی زیادہ تھی اور سامانِ حرب سے پُوری طرح لیس تھے۔ اُحد کے مقام پر حق و باطل کے لشکر مقابل پر آئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غزوہ اُحد میں شریک تھے۔ آپ کفار کے بڑے بڑے سرداروں کے ساتھ مقابلہ کرتے اور انہیں قتل کرتے رہے۔ آپ نے اکتیس کافروں کو قتل کیا۔ سباع بن عبدالعزیٰ بھی انہیں میں سے تھا۔ ۱۵ شوال ہفتہ کے روز آپ شہید ہوئے۔ اس روز آپ دو تلواریں لیکر لڑ رہے تھے دریں اثنا کسی نے کہا "یہ کون شیر ہے؟" ناگاہ اسی حالت میں آپ کا پاؤں پھسلا اور پیٹھ کے بل گر پڑے۔ زرہ آپ کے پیٹ سے ہٹ گئی۔ چنانچہ وحشی نامی ایک حبشی نے

(جو جبیر بن معطم کا غلام تھا) آپ کو نیزہ مارا اور شہید کر دیا۔

مشرکوں نے حضرت حمزہ رضؓ کا دیگر تمام شہداء کے ساتھ مُثلہ کیا صرف حنظلہ رضؓ بن ابی عامر راہب کا مُثلہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اُن کے والد مشرکوں کی طرف تھے۔

مشرکوں کی عورتوں نے مسلمان شہداء کے ناک کان کاٹے اور اُن کے پیٹ چاک کئے۔ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا، جگر نکالا اور چبانے لگی مگر نگل نہ سکی۔ چنانچہ تھوک دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضؓ کی نعش کے پاس جا کر کھڑے ہوئے۔ مسخ شدہ نعش دیکھی تو آپ کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا "اے چچا! اللہ تم پر رحم کرے، بے شک تم بڑے صلہ رحم کرنے والے اور بہت نیکی کرنے والے تھے"۔ حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضؓ کا مُثلہ کیا گیا ہے تو آپ بہت ہی کبیدہ خاطر ہوئے۔

ابو احمد عسکری نے لکھا ہے کہ حضرت حمزہ رضؓ پہلے شہید ہیں جن پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی۔ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سات تکبیریں کہیں۔ اس کے بعد جو شہید بھی لایا گیا اس کے ساتھ بھی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح آپ پر بہتّر نمازیں پڑھیں۔

حضرت جابر رضؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دو دو شہیدوں کو ایک قبر میں دفن کرتے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضؓ کے ساتھ انکے بھانجے عبد اللہ بن جحش کو دفن کیا گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ کو صرف ایک چادر کا کفن دیا گیا وہ بھی اتنی چھوٹی تھی کہ اگر ان کے سر پر ڈالی جاتی تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ چنانچہ آپ کا سر تو چادر سے بند کر دیا گیا اور پاؤں پر کچھ اذخر گھاس رکھ دی گئی اور دفن کر دیا گیا۔

شہادت کے وقت آپؐ کی عمر ستاون ۵۷ سال تھی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انسٹھ ۵۹ سال تھی۔

## روایتِ حدیث

کتب احادیث و تواریخ آپ کی علمی زندگی سے متعلق خاموش ہیں۔ احادیث میں صرف ایک روایت آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ آپؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہر دُعا میں یہ کلمہ ضرور کہا کرو اللّٰھم انی أسألك باسمك الاعظم ورضوانك الاکبر۔

## کعب بن مالک کا مرثیہ

کعب بن مالک نے حضرت حمزہ رضؓ کے مرثیہ میں نہایت عمدہ اشعار کہے ہیں۔ (بعض روایتوں میں یہ اشعار عبد اللہ بن رواحہ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں) ان اشعار میں سے بعض کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"میری آنکھ رو رہی ہے اور اس کو رونا ہی سزاوار ہے اگرچہ رونا اور چلّانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ میری آنکھ حمزہ شیرِ خدا پر روئی جب لوگوں نے کہا کہ یہ حمزہ تمہارے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی سخت محزون ہوئے۔

اے ابو یعلیٰ! تمہاری شہادت سے ارکان ہل گئے۔ تم بڑے بزرگ نیکو کار صلہ رحم کرنے والے تھے۔ تم پر خدا کا سلام ہو ایسی جنتوں میں جن میں لازوال نعمتیں ہوں۔ اے ہاشمی نیکو کارو! صبر کرو تمہارے سب کام اچھے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبر کرنے والے بزرگ ہیں اور وہ خدا کے حکم سے ہی بولتے ہیں۔ میری طرف سے کوئی لوی کو خبر دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا اور اس سے پہلے بھی وہ ان واقعات کو نہیں جانتے جو بیمار کے لئے باعث شفاء ہیں۔ کیا تم لوگ جنگ بدر میں ہماری مار بھول گئے ہو جب تمہیں جلدی جلدی موت آتی تھی۔ جب ابو جہل گرا تھا اور اس پر گوشت خور پرندے اُڑ رہے تھے۔ عتبہ اور اس کا بیٹا بھی گرا تھا اور شیبہ کو چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا۔ اے ھند! حمزہؓ کی شہادت سے خوشی نہ ہو، تمہاری عزت ذلت سے بدل جائیگی۔ اے ھند! بار بار رو کیونکہ تو عنقریب پریشانی کی حالت میں چلا چلا کر روئے گی۔" (اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۶)

## ایک وضاحت

میرا ایک مضمون بعنوان "حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ" مارچ ۶۶ء کے خالد میں شائع ہوا ہے، اس میں آپؓ کے متعلق لفظ "بزدل" لکھا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کتاب اسد الغابہ سے ترجمہ میں پوری احتیاط نہیں کی گئی۔ اگرچہ الفاظ آپ کی کمزوری طبع پر دلالت کرتے ہیں مگر پھر بھی ترجمہ کرتے وقت احتیاط کرنی چاہیئے تھی اسلیئے میں قارئین کرام سے اس وضاحت کے ذریعہ معذرت چاہتا ہوں۔" (نصر اللہ خاں ناصر ربوہ)

## قوم کے بچے

کسی قوم کے بچے اس قوم کی بیش بہا دولت ہوتے ہیں۔ اس دولت کی حفاظت اور مناسب نگہداشت اس قوم پر لازم ہے۔ اسلئے ہمیں اپنے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے طور اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لیکر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔" مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام اسی غرض کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ پس احمدی والدین مجلس سے تعاون فرمائیں ـــــ مجلس آپ کی معاونت و امداد کے لئے حاضر ہے۔ (مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تعارفِ علوم



عزیز محمد اکبر
(جامعہ احمدیہ ربوہ)

# تصوّف کے چار مراتب

(نوٹ: تصوف کے چار مراتب کی تشریح کے لئے کتاب "جامع الاصول الاولیاء" از احمد شیخ نقشبندی سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

جاننا چاہیئے کہ سلوک الی اللہ کے چار مراتب ہیں اور ایک سالکِ راہ دوسرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ پہلے مرتبہ پر پوری طرح سے قائم نہ ہو جائے۔ اور کسی مرتبہ پر قائم و برقرار نہیں رہ سکتا جب تک وہ ان مندرجہ مراتب کے قوانین کی پوری طرح پابندی نہ کرے اور وہ چار مراتب حسب ذیل ہیں:۔

اوّل: توبہ۔ دوم: مرتبۂ استقامت۔ سوم: مرتبۂ تہذیب اور چہارم مرتبۂ تقریب۔

ان مراتب مذکورہ کی تشریح یہ ہے:۔

**مرتبۂ توبہ** توبہ تمام مقامات میں سے جو قرب الی اللہ کے ہیں پہلا مقام ہے اور یہ ہر حالت میں تمام مقامات کی اصل کے طور پر ہے۔ اور یہ تقرب الی اللہ کی عمارت کے لئے بطور زمین کے ہے۔ جس طرح عمارت زمین کے بغیر ناممکن ہے اسی طرح جس شخص کی توبہ نہ ہوگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے شخص کو کوئی مقام حاصل نہ ہوگا اور وہ خدا سے دُور اور مہجور رہے گا۔

توبہ کی دو قسمیں ہیں (الف) انابت (ب) استجابت۔

انابت یہ ہے کہ انسان خدا سے خوف کھائے کہ اس کو ساری قدرت حاصل ہے اور اس کی طرف زور کے ساتھ رجوع کرے۔ اور استجابت یہ ہے کہ انسان خدا سے شرمائے کہ وہ اس کے بالکل قریب ہے۔

توبہ کے اصل معنی گناہ سے رجوع کرنا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک عوام کی توبہ اور ایک خواص کی توبہ۔ عوام کی توبہ کے تین مرتبے ہیں۔ اوّل کافروں کے لئے یہ کہ وہ ایمان لائیں اور اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کریں۔ دوم فاسقین کی توبہ۔ یہ چھ بڑے گناہوں سے توبہ کرنا ہے اور رجوع کرنا ہے۔ (۱) ماضی پر ندامت (۲) جاری گناہوں کو چھوڑ دینا اور مصمم ارادہ کرنا کہ وہ آئندہ کبھی گناہ نہ کریگا اور پچھلے مظالم کا تصفیہ کرنا اور مظلوموں سے اسکی معافی مانگنا (۳) جو فرائض رہ گئے ہوں ان کی حتی الوسع تلافی کرنا (۴) نفس کو اطاعت پر مجبور کرنا اور اس کی تربیت کرنا (۵) صبح کے وقت رونا (۶) اور خوب دعائیں کرنا۔

سوم مومنین کی توبہ:۔ صغیرہ گناہوں سے توبہ کرنا جو کہ بھول سے یا غفلت سے یا بے علمی سے سرزد ہوئے ہوں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے توبہ تو صرف اُن لوگوں پر ہے جو بے علمی سے بُرا کام کر لیتے ہیں اور معلوم ہونے پر فوراً توبہ کر لیتے ہیں۔

خواص کی توبہ کے دو مرتبے ہیں۔ ایک خواص کی

توبہ اور ایک خواص الخواص کی توبہ۔

خواص کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے افکار، دلی خیالات سے، دنیا کی محبت سے، اور اس کے کاموں سے اور اس کی رنگینی سے الگ ہو کر خدا کی طرف جھکیں۔ یہ اولیاء اللہ کا مقام ہے اور یہ لوگ حیاۃ روحانیہ کی صفِ دوم میں شمار ہوتے ہیں۔ اور خواص الخواص کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے دلوں کو ماسوی اللہ سے پاک کر کے صرف ذکرِ خدا سے بھر دیں اور یہ حیاۃ روحانیہ میں صفِ اول کا مقام ہے۔ بموجب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاستغفر اللہ سبعین مرۃ۔ کہ میرا دل ہر وقت خدا کی طرف رہتا ہے اور میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے اموال کو اور اپنی املاک کو فقراء اور محتاجوں کے لئے وقف کر دیں تاکہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کا زہد پیدا ہو اور ہر وقت دعا اور عبادت میں لگا رہے اور روزہ رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔

## مرتبہ دوم استقامت

دوسرا مرتبہ استقامت کا ہے یعنی اطاعت گزاری

اور احکام اور احکام کے ارکان اور سنن پر متواضعانہ رنگ میں عمل کیا جائے اور احکامِ الٰہی کے مخالف امور اور ہر قسم کے شرور اور فساد سے اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے احسانات کو سامنے لا کر اس کی توفیق کو مانگتے ہوئے اور اس کے دھتکار دینے کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہوئے اور اس کے انعام ظاہری اور باطنی کے واپس کرنے پر دردمند ہوتے ہوئے اس کی طرف جھکا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اندر کمالاتِ روحانی اور احوال یزدانی پیدا کئے جائیں اور گناہوں کو یکسر چھوڑا جائے اور عیوب کو ترک کیا جائے اور اللہ کی مدد کو حاصل کرنے میں جلدی کی جائے اور اپنے اندر مثبت اور منفی ہر دو قسم کے اخلاق پیدا کئے جائیں اور ان باتوں کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ہونا از حد ضروری ہے

الف ہر قسم کی اطاعت گزاری پر قائم ہونا۔ ہر حالت رنج و راحت میں عسر و یسر میں اس کے دروازے پر پڑے رہنا اور دوسرے اپنے مقصد کو ہر وقت اپنے سامنے رکھ کر اس کے مطابق سختی اور پختگی اور استقلال سے عمل کرنا اور کسی قسم کی آزمائش اور امتحان سے خائف نہ ہونا۔

جاننا چاہیئے کہ نیکی کے راستے تین حصوں میں تقسیم ہیں۔ اول خشیت اللہ۔ دوم راضی برضا الٰہی ہونا ہر حالت میں اور اس میں تنگی محسوس نہ کرنا۔ سوم یہ کہ مخلوق خدا سے احسان، نیکی اور بھلائی کا معاملہ کرنا اور اپنے اخلاق کو سنوارنا۔ اقبال اور ادبار ہر دو حالتوں میں۔ اور یہ یاد رہے کہ سب سے بڑی مصیبتیں تین چیزوں کا مجموعہ ہیں (۱) مخلوق کا خوف (۲) رزق کے متعلق فکر (۳) نفس کی اتباع اور رضامندی۔ اور سب سے بڑی عافیت ان تین امور میں البتہ ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم کرنا (۲) ہر حالت میں راضی بقضاء الٰہی ہونا (۳) اور لوگوں کے شرور سے بچنا۔ اللہ سے پختہ تعلق کی علامت یہ ہے کہ خدا کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرنا اور شریعت اسلامیہ کی حدود کی رعایت کرنا۔ اپنے اندر تقویٰ اللہ پیدا کرنا اور خدا سے ملاقات کا شوق ہونا اور موت سے نہ ڈرنا۔ اس کے کلام قرآن مجید

سے محبت ہونا، اس کی تلاوت اور سماعت میں لذّت محسوس کرنا، اس کا نام سُن کر خوش ہونا اور اس کی یاد کے علاوہ کسی بھی چیز میں صبر نہ پانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرنا اور آپؐ کی ہر طرح سے اتّباع اور پیروی کرنا۔

حضرت زردق جو مشہور صوفی ہیں فرماتے ہیں کہ تقوی اللہ اور محبتِ الٰہی کے اصول تین ہیں (۱) خشیت اللہ سرًّا و علانیۃً (۲) غضب اور رضا میں عدل (۳) غنی اور فقر میں قصد اور میانہ روی اختیار کرنا۔ اس کی شاخیں بھی تین ہیں (الف) اس کے شعائر کو عزت اور عظمت دینا (ب) ہمیشہ خدمتِ خلق میں لگے رہنا (ج) رزق حلال کھانا۔ اور یہ سب باتیں مندرجہ تین اشخاص میں متحقق ہیں۔ ایک جس کا دل ہر وقت خدا کی طرف راغب رہے۔ دوسرا وہ جو اپنے نفس کو ہر وقت موردِ الزام ٹھہرائے۔ تیسرے وہ جو اپنی حرکات اور سکنات میں علم و معرفت کی اتّباع کرتا ہو۔ اس کا قائم اور ثابت رہنا بھی تین طرح ہے۔ لوگوں کے معاملات میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ اور لیتے وقت نرمی اور شفقت کا برتاؤ۔ توجہ میں آہستگی اور وقار۔

مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا، کوئی رازق نہ ماننا، کوئی معزّ اور مذلّ خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبّت اسی سے خاص کرنا، اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا، اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا، اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا، اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔

پس کوئی توحید ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذاتِ باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبّت اور صدق و صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبّت وغیرہ شعارِ عبودیت میں دوسرے کو شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۲۳ بڑا سائز)

## مرتبہ سوم تہذیب

تصوّف کا تیسرا مرتبہ تہذیب ہے اور اس کے چار ارکان ہیں

اوّل خاموشی۔ دوم عزلت اور گوشہ نشینی۔ سوم روزہ۔ چہارم سحر خیزی اور بیداری۔ ان میں سے ہر رکن شیطان کو دُور کرتا ہے۔ پس شیطان کا ہتھیار پیٹ بھر کر کھانا کھانا ہے اور اس کی قید بھوک ہے۔ خواہش کا منبع اور ہتھیار کثرتِ کلام اور اس کا قید خانہ خاموشی ہے۔ دُنیا کا ہتھیار لوگوں سے کثرت سے میل ملاپ اور دوستانہ ہے اس کا قید خانہ عزلت اور گوشہ نشینی ہے۔ اور نفس کا ہتھیار کثرتِ نوم ہے اور اس کا علاج بیداری اور سحر خیزی کا ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا (سورۃ مزمّل ع ۱) صبح کی بیداری نفس کو کچلنے کا بہترین ہتھیار ہے۔

ان سب مذکورہ امور میں کثرت اور افراط نقصان اور حرمان کا باعث ہے۔ جیسے خاموشی اور لگاتار خاموشی زیادتی حکمت کے لئے نقصان رساں ہے۔ کثرتِ بیداری حواس کو تکلیف دیتی ہے اور بعض دفعہ حواس کھوئے جاتے ہیں (نصفہ اوزد علیہ۔ سورۃ مزمل) کثرتِ خلوت اختلاط اور ملاپ کی طرف مائل کرتی ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ صحیح اور سچ یہ ہے کہ ہر چیز میں میانہ روی اختیار کی جائے اور ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح کی جائے تاکہ اس سے اخلاق ذمیمہ زائل ہو جائیں۔ از قسم عُجب، خود بینی، ریاء، کبر، حسد، بخل، کینہ، کفرانِ نعمت، بدعت، بخل، کفر، جزع فزع، شکوہ شکایت، نا امیدی، مایوسی، اللہ کی رحمت سے، ظلمت کو پسند کرنے، صالحین سے بغض رکھنے، دنیاوی اسباب پر کتوں اور گدھوں کی طرح گرنے سے اور جاہ و حشمت کی خواہش سے، مدح اور ثناء

سے محبت اور مذمت کا خوف ہونا، ہوا و ہوس کی اتباع سے، دنیا کے لئے تذلّل سے، شماتت اور بزدلی سے، تہوّر سے، وعدہ خلافی اور بدشگون سے بدظنی کرنا، مال اور دنیا سے محبت کرنا، حرص اور بے وقوفی، سُستی اور حیلہ سازی، کام کو ادھورا چھوڑنا، منکر اور فحشاء، دنیا کے فوت ہونے سے غم اور خوف، فتنہ ڈالنا، عناد اور دشمنی، سرکشی انکار اور اباء، نفاق اور جُھوٹ، نا روقتی اور لالچ شہوت اُنی معاصی پر اصرار، فقر پر خوف، مقدّر پر ناراضگی، خیانت اور دھوکا دینا، بلندی کی خواہش، عمر لمبی کی خواہش، غضب، بغض، ناک بھوں چڑھانا، عداوت، طمع، شرارت، تکبر، مالداروں کی عزّت و تکریم اور فقراء کی اہانت، فخر، بے معنی باتوں میں کرید، نفس کے عیوب کی پرواہ نہ کرنا، خشیتِ الٰہی کا دل سے نکل جانا، ظاہر دوستی اور باطن دشمنی، سخت دل، سخت زبانی، درشت کلامی، جور و جفا، طیش، قلّتِ الحیاء وغیرہ امور سے قطعی طور پر اجتناب کیا جائے اور اس کے الٹ جو خوبیاں اور اخلاق ہیں اور صفاتِ حمیدہ ہیں وہ اپنے اندر پیدا کی جائیں۔ اور وہی اخلاق حمیدہ ہیں جو خدائی قرب کا مصدر اور منبع ہیں۔ ان کا اور حدود اللہ کا علم ان کے حقائق و معارف کی پہچان، اسباب اور ان کے ثمرات اور ان کا علاج جو کہ علمِ آخرت اور علمِ تہذیب ہے اس کا جاننا ہر اُس شخص پر واجب عین جو اپنے کو خدائی قرب کا حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ورنہ محرومی کا دَور در پیش ہے۔

اس کے بعد آخری مرتبہ ہے جو سلوک کی انتہاء ہے۔

## مرتبہ چہارم تقریب

سلوک کا چوتھا مرتبہ تقریب الی اللہ کا ہے۔ وہ یہ کہ جب ایک سالکِ صادق خلوت میں داخل ہوتا ہے اور شرائط کے ساتھ ذکر پر مداومت کر کے ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہیں ہوتا اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ذکرِ الٰہی اس کے لئے بمنزلہ رُوح اور سانس کے ہو جاتا ہے اور بغیر کسی خاص ارادہ کے بھی ہر حال میں جاری رہتا ہے۔ اگر چُپ ہو جائے تو ذکرِ الٰہی نہیں رُکتا اور یہ ایک روح کی غذا کے طور پر ہو جاتا ہے جو جسم میں خون کے ساتھ مل کر ایک نئی کیفیت پیدا کرتا ہے اور نبض کی مانند از خود حرکت صادر ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس جب خدا کی یاد اپنی انتہائی حالت پر پہنچ جائے اور دنیا کی کوئی چیز اس کے لئے روک نہ بنے تو ایسے خوش بخت کے لئے قرب کے میدان وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور معرفت کے اسرارِ سربستہ اس کے لئے کھلتے ہیں اور حقانیت کا نُور ظاہر ہو کر اس پر مستولی ہو جاتا ہے اور اس کو کشف کی قوت مل جاتی ہے۔

اور اس کے بعد بندہ پر غیوب کے خزانے کھلتے ہیں۔ ہمت اور ظرف، اخلاص اور وفا، صدق اور استعداد کے مطابق۔

پس وہ شخص فراستِ ایمانی سے متمتع کیا جاتا ہے اور تخییلِ علم سے حصہ پاتا ہے۔ تمثیلات کا علم پاتا ہے اور اس سے افادہ حاصل کرتا ہے کیونکہ اس کا وجود بطور آئینہ صافی کے ہو جاتا ہے اور خدا کا وجود ہمہ وقت اس کے سامنے رہتا ہے۔ کائنات کے اکثر عجائبات اسکے سامنے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کا مقصود اس کو مل جاتا ہے۔ اور سراسر اس دنیا سے بے نیاز ہو کر اپنے اوپر فنا وارد کر لیتا ہے تو پھر کیا دیکھتا ہے کہ سامنے ربّ العزت والجبروت خدا موجود ہے اور وہ اس کے نور میں محو ہو کر اس کے نور کی چادر میں چھپ جاتا ہے اور حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور فناء کے بعد بقاء کا مقام حاصل کرتا ہے اور سرمدی نُور میں ہمیشہ رہتا ہے اور یہاں تک کہ وہ مقام لقاء پر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ مقام کرامت کے مقامات کا انتہائی مقام ہے اور یہ مقام خدا کے فضل سے صحیح جستجو اور پوری محنت اور ہمت کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اس کا اکثر حصہ بخشش سے تعلق رکھتا ہے۔ (ماخوذ از کتاب جامع الاصول الاولیاء از احمد شیخ نقشبندی صہ ۲۱ تا صہ ۲۳)

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:۔

"اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ آیت موصوفہ بالا یعنی بلیٰ من اسلم وجھہٗ للّٰہ وھو محسنٌ فلہٗ اجرہٗ عند ربہٖ ولا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون سعادتِ تامہ کے تینوں ضروری درجوں فناء، بقاء اور لقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں اسلم وجھہٗ للّٰہ کا فقرہ یہ تعلیم کر رہا ہے کہ تمام قویٰ اور اعضاء اور جو کچھ اپنا ہے خدا تعالیٰ کو سونپ

دینا چاہیئے اور اس کی راہ میں وقف کر دینا چاہیئے اور یہ وہی کیفیت ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں فناء ہے۔ وجہ یہ کہ جب انسان حسب مفہوم اس آیت ممدوحہ کے اپنا تمام وجود معہ اس کی تمام قوتوں کے خدا تعالیٰ کو سونپ دیا اور اس کی راہ میں وقف کر دیا اور اپنی نفسانی جنبشوں اور سکونوں سے بکلّی باز آگیا تو بلاشبہ ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو گئی اور اسی موت کو اہلِ تصوف فناء کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پھر بعد اس کے وھو محسنٌ کا فقرہ مرتبۂ بقاء کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جب انسان بعد فناء اکمل اور اتم و سلب جذباتِ نفسانی الٰہی جذبہ اور تحریک سے پھر جنبش میں آیا اور بعد منقطع ہو جانے تمام نفسانی حرکات کے پھر ربّانی تحریکوں سے پُر ہو کر حرکت کرنے لگا تو یہ وہ حیاتِ ثانی ہے جس کا نام بقاء رکھنا چاہیئے۔

پھر بعد اس کے یہ فقرات فلہٗ اجرہٗ عند ربہ ولاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون۔ جو اثباتِ ایجابِ اجر و نفی و سلب خوف و حُزن پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ حالت لقاء کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جس وقت انسان کو عرفان اور یقین اور توکّل اور محبت میں ایسا رتبہ عالیہ پیدا ہو جائے کہ اسکے خلوص اور ایمان اور وفا کا اجر اس کی نظر میں وہمی اور خیالی اور ظنّی نہ رہے بلکہ ایسا یقینی اور قطعی اور مشہود اور مرئی اور محسوس ہو کہ گویا وہ اس کو مل چکا ہے اور خدا کے وجود پر ایسا یقین ہو جائے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہر ایک آئندہ کا خوف اس کی نظر سے اُٹھ جائے اور ہر یک گذشتہ اور موجودہ غم کا نام و نشان نہ رہے اور ہر یک روحانی تنعّم موجود الوقت نظر آوے تو یہی حالت جو ہر یک قبض اور کدورت سے پاک اور ہر یک دغدغہ اور شبک سے محفوظ اور ہر یک درد انتظار سے منزہ ہے لقاء کے نام سے موسوم ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۶۳-۶۴)

---

○

گناہ گاروں کے دردِ دل کی بس ایک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے
مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ ہمیں یہی حکم مصطفیٰ ہے

(کلام محمود رضی اللہ عنہ)

جناب نسیم سیفی

# غبارِ راہ

ہر ایک جلوہ تمہاری ہی اِک کرن تو نہیں
یہ مہر و ماہ تمہارے ہی پیرہن تو نہیں

سمجھ رہا ہوں مقدر کی مَیں جسے تحریر
جبینِ ناز پہ یارب وہ اِک شکن تو نہیں

جنوں سے اہلِ خرد نے کیا جسے تعمیر،
تمہارے ذوقِ نظر کا وہ بانکپن تو نہیں

نشانِ منزلِ ہستی غبارِ راہ میں گم
مرے سفر کی رکاوٹ مری تھکن تو نہیں

خرامِ ناز سے جس کو نوازتے ہو تم
بنامِ جنتِ فردوس، یہ چمن تو نہیں

ہر اک سے شکوۂ آلامِ روزگار ہے کیوں
ہر اہلِ تیشۂ محبّت میں کوہکن تو نہیں

نسیمؔ مَیں تو یہاں ہوں مسافر و مہماں
مَیں جانتا ہوں کہ دنیا مرا وطن تو نہیں

لارڈ برٹرنڈ رسل
ترجمہ: لطف الرحمن محمود



# مشرق میں بیداری کی لہر

## ایشیا کی فلاح مغرب کی اندھا دھند تقلید میں نہیں

مشرق میں تازہ بیداری کی لہر ان عظیم الشان تحریکات میں سے ایک ہے۔ کامل طور پر سمجھنے کے لئے تاریخ کے وسیع تر پس منظر میں جن کا مطالعہ ضروری ہے۔ مشرق و مغرب میں قوت کے مد و جزر کا نظارہ گزشتہ دو ہزار سال سے زیادہ عرصے سے وقوع پذیر ہوتا چلا آیا ہے۔ تاریخ کے ابتدائی دَور میں مشرق نے مغرب کو دبائے رکھا۔ اس دَور میں مشرق مغرب کی نسبت زیادہ مہذب، شائستہ اور متمدن تھا۔ فوجی لحاظ سے بھی مشرق برتر تھا۔ مغرب کو یونان کے عروج کے ساتھ تہذیب کے میدان میں گوئے سبقت لے جانے کا موقع ملا۔ طاقت کے لحاظ سے غلبے کا دَور سکندر کی فتوحات کے ساتھ شروع ہوا۔ اُس وقت سے روما کے زوال تک یعنی سات آٹھ صدیوں تک مغرب تہذیب و تمدن اور طاقت و قوت ہر دو لحاظ سے مشرق پر غالب رہا۔ یہ غلبہ رومیوں اور جرمنوں کی باہمی چپقلش کے دَور میں ختم ہو گیا۔ جرمنوں کو رومیوں کی قوت کو پامال کرنے میں تو کامیابی حاصل ہو گئی۔ لیکن وہ خود رومیوں ایسی مضبوط پوزیشن حاصل نہ کر سکے اس طرح مغرب پھر کمزور پڑ گیا اور تمدن اور قوت کے میدان کی قیادت کا پلڑا پھر مشرق کی طرف جھک گیا۔ رومی سلطنت کے نہایت وسیع علاقوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ زمانۂ خلافت کے عظیم الشان دَور میں اسلامی سلطنت روما کے انتہائی عروج کی حالت میں وسیع ترین سلطنت سے بھی وسیع ہو گئی۔ خاندان تانگ کے ابتدائی دَور میں چینی حکومت بھی تقریباً اتنی پُرشکوہ اور عظیم الشان تھی۔ مشرق کی یہ برتری صرف فوجی لحاظ سے ہی نہ تھی بلکہ سائنس، فلسفہ، شاعری اور دیگر فنون نے چینی اور اسلامی سلطنت میں عروج حاصل کیا۔ یہ وہ دَور تھا جب یورپ بربریت کے بحرِ ظلمات میں غرق تھا۔ اہلِ یورپ ان ایام کو قرونِ مظلمہ (THE DARK AGES) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ صرف یورپ کے لئے ہی تاریک دَور تھا۔ بلکہ یورپ کے ان علاقوں کے لئے جن پر عیسائیت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ یورپ کے وہ علاقے جو مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھے۔ مثلاً سپین وغیرہ اسلامی نور سے منور ہو کر تابندہ ثقافت کے مالک بن چکے تھے۔ تاہم مغربی دنیا آہستہ آہستہ بربریت کی گہرائیوں سے بلندی کی طرف اُبھرتی رہی [1]

---

[1] ابتدائی دَور میں اسلام کا پھیلاؤ تاریخ کا ایک بے نظیر پھیلاؤ ہے۔ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کے ایک سو

کولمبس اور واسکوڈے گاما نے جدید مغربی
استعماریت کے ابتدائی راستوں کی نشاندہی کی۔ سائنسی
تکنیک اس استعماریت کا سب سے بڑا ہتھیار ثابت ہوا۔ عروجِ
یونان سے قبل اور زوالِ روما کے بعد وہی مشرق جس نے
سائنس کے میدان میں ساری دنیا کی رہنمائی کی تھی سولہویں
صدی کے بعد مغرب سے اس میدان میں بہت پیچھے رہ گیا۔
اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ خلیج بڑھتی گئی۔ اس کے بعد
مغرب کی فتوحات اور اثرات نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ
میں لے لیا۔ بچپن میں یورپ کے ہر متنفس کی طرح مَیں بھی اس
غلبے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا اور اس امر کا
متمنی تھا کہ یہ صورتِ حال جاری و ساری رہے۔ یہ حقیقت
کہ اس تمنا اور آرزو میں یورپ کس حد تک غلطی خوردہ تھا
اور خوش فہمی کا شکار تھا، اب الم نشرح ہو چکی ہے۔ یورپ
کے لئے ایشیا کی گردن کو نیچے دبائے رکھنا مشکل ہو گیا۔
——— یہ وہی یورپ ہے جسے آج ماسکو اور پیکنگ کے اتحاد
کے امکان سے خطرہ لاحق ہے اور اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا!

یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کی ماہیت و اہمیت کو
میرے خیال میں ابھی تک ایشیا نے بھی پورے طور پر محسوس
نہیں کیا۔ صدیوں تک ایشیا یورپ کے سفید فام باشندوں
کے پنجۂ استبداد میں تڑپتا رہا ہے۔ مَیں نے جفا و جور کے
ان ہولناک نظاروں کو خود دیکھا ہے۔ یہ ایسے نظارے
ہیں جنہیں دیکھ کر خون کھول اٹھتا ہے۔ اگر میری رگوں میں
یورپین کی بجائے ایشیائی خون دوڑ رہا ہوتا تو ضرور
مجھ پر غیظ و غضب کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ یورپ کے
اس غاصبانہ طرزِ عمل نے قدرتی طور پر اہلِ ایشیا میں
مزاحمت کا "موڈ" پیدا کر دیا ہے اور جیسا کہ ہمیشہ سے
ایسے معاملات میں ہوتا آیا ہے۔ خدشہ ہے کہ تحریکِ آزادی
کی رَو کہیں یورپ کو مغلوب کرنے کی آرزو میں ڈھل نہ جائے[1]

---

[1] ہو سکتا ہے کہ مادی لحاظ سے بھی بوڑھے فلسفی کا خدشہ
درست ہو۔ اور کبھی ایشیا مادی لحاظ سے یورپ
کو مغلوب کرنے کا خواب دیکھنے لگے۔ روحانی لحاظ
سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام روحانی فوج اور
روحانی اسلحہ کے ساتھ آج مادی لحاظ سے انتہائی
مضبوط اور روحانی لحاظ سے شدید بیمار یورپ پر
حملہ آور ہے اور سعادت مند روحیں اس انقلابی آواز
کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہیں۔ وقت آنے پر یہ انقلاب
سارے یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔ ڈاکٹر ٹائن بی مشہور
مورخ نے بھی اس امکان کو تسلیم کیا ہے۔ یہ روحانی
غلبہ تین سو سال کے اندر اندر برپا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(مترجم)

---

برس کے اندر اندر مسلمان سپین سے چین تک کے وسیع
علاقے کے مالک ہو چکے تھے۔ چشمِ فلک نے اتنے
قلیل عرصے میں کسی ثقافت اور تہذیب کا اتنا
پھیلاؤ نہیں دیکھا۔ اور پھر اثرات کے لحاظ سے اسلامی
سپین ہی یورپ کے علمی احیاء کا بیج ثابت ہوا۔

(مترجم)

## عہدِ استعمار کا خاتمہ

اگرچہ ایشیا میں یورپ کی استعماریت کے بعض قلعے موجود ہیں جو پیوندِ زمین ہو کر رہیں گے۔ فرانسیسی ہند چینی کے باشندوں کے حقوق کچلنے کے درپے ہیں۔ اہلِ برطانیہ ملایا سے چمٹے ہوئے ہیں اور مغربی ایشیا، مصر اور سوڈان میں استعمار پسندی کے خواب دیکھ رہے ہیں لیکن یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ یورپ کی استعماریت کے دن گنے جا چکے ہیں۔ کوئی بھی یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اب یورپ جبراً ان علاقوں پر قبضہ جمائے رکھے گا اور نہ ہی اس امر کا امکان ہے کہ امریکی استعماریت اس کی جگہ لے لے گی۔ لے

اس وقت صرف ایک استعمار ہے جس سے ایشیا کو خطرہ درپیش ہے اور وہ ہے روس کی اشتراکیت۔ ایشیا میں تہذیب کی روایات قدیم اور تابناک ہیں۔ میری یہ آرزو ہے کہ حسین تہذیبی سرمایہ حرفِ غلط کی طرح لوحِ جہان سے مٹ نہ جائے جیسا کہ چین میں ہوا ہے۔ وہاں مغرب کا مسخ شدہ کلچر جگہ لے رہا ہے۔

کمیونزم (اگرچہ اس کا مشرق و مغرب میں وسیع پیمانے پر اعتراف نہیں کیا گیا) ـــــ دراصل مغربی استعماریت کی ایک جدید اور طاقتور شکل ہے۔ اس کا فلسفہ جو منی ہے جسے نافذ کرنے کے لئے فوجی قوت استعمال کی جاتی ہے ـــــ اگر مشرق نے اشتراکیت کے دامن میں آنکھیں کھولیں ـــــ تو اس کی تازہ بیداری سے انسانیت اور تہذیب کے کسی بھی مداح کو خوشی نہ ہوگی۔

---

لے لارڈ رسل نے ان خیالات کا اظہار کئی سال قبل کیا تھا۔ اس فلاسفر کی یہ سیاسی پیشگوئی بڑی حد تک پوری ہو چکی ہے۔ مصر، سوڈان سے انگریز جا چکے ہیں اور ہند چینی سے فرانسیسی۔ ملایا بھی ملائیشیا کی شکل میں نیا روپ دھار چکا ہے لیکن امریکی استعماریت "ہند چینی" کے علاقے میں اب سرگرمِ کار ہے۔ لیکن تابکے؟ (مترجم)

## اُمید کی کرنیں

ایشیا کی ترقی اور عروج کے ضمن میں ایک روشن دماغ غیر جانبدار ذہن کو کیا سوچنا چاہیئے؟ بعض چیزیں بعض وجوہ کی بناء پر قابلِ افسوس سہی لیکن انہیں جدید دنیا میں بقا کے لئے ضروری حالات کے طور پر تصور کیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ اہم صنعتی ترقی ہے۔ انیسویں صدی کے آغاز میں انگلستان کی فوقیت اور برتری کا راز مشینوں کی پیداوار اور اجارہ داری میں مضمر ہے۔ اسی طرح روس اور امریکہ کی موجودہ برتری کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے مشینی ترقی کے خلاف آواز بلند کرنا اب بیکار سی بات ہے کہ یہ قوت کا ذریعہ ہے اور چھوٹی قوموں کی آزادی اس کے بغیر خطرے میں ہے۔ جب صنعتی ترقی کا آغاز ہوا انگلستان میں بھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ کیونکہ مشینوں نے بے رحمی کے ساتھ حُسن و لطافت کو روند دیا تھا ("احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات") اس ردِّ عمل کی صدائے بازگشت کارلائل کی کتاب ـــــ "ماضی و حال" [PAST and PRESENT]

میں بھی موجود ہے لیکن یہ مکمل طور پر بے اثر ثابت ہوتی بالکل اسی طرح یہ موجودہ دور میں بھی بے اثر ہے۔ اپنے حلقے میں گہرے اثر و رسوخ کا مالک ہونے کے باوجود گاندھی پرانے چرخے کو رواج نہ دے سکا۔ مشینی پیداوار اور سائنسی تکنیک کا پھیل کر رہنا اب لازمی امر ہے۔ سائنسی تکنیک کا سب سے بدترین استعمال جنگی ہتھیاروں کی تیاری ہے۔ کیا اس طرح ہم خیال کرتے ہیں کہ ایشیائی ملکوں کی آزادی سے جنگ کو تقویت نہیں پہنچے گی؟ کیا ایشیا کا نیا اثر اس پلڑے کو ان کی طرف جھکا دے گا؟

---

## دو بلاک

دنیا کا دو ایسے منطقوں میں جو ایک دوسرے کے بری طرح دشمن ہیں تقسیم ہو جانا ہولناک امر ہے۔ غیر جانبدار ریاستوں کا وجود جن کا ان میں کسی بلاک سے کوئی تعلق نہیں حوصلہ افزا ہے۔ ان کی وجہ سے اُمید کی روشنی باقی رہتی ہے اگر تیسری عالمی جنگ چھڑ گئی تو اس طرح کم از کم انسانیت کا ایک حصہ تو اُس کی ہولناک بربادیوں سے بچ سکے گا۔ میرے خیال میں ایشیا کو اپنے بچاؤ کے لئے وہی طریق کار اختیار کرنا چاہیئے جو اُس کی روایتی تہذیب میں ایک اہم قدر کی حیثیت رکھتا ہے اور اُسے مغربی سوچ کے بدترین ریلوں کے ساتھ نہیں بہنا چاہیئے۔ ان کی آزادی کی بقا کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

---

ایشیا کو ایک اکائی کے طور پر سمجھنا اور پیش کرنا نادانی کی بات ہے۔ مغربی استعمار کی مخالفت اور مزاحمت نے لوگوں کو ایسا سوچنے پر مجبور کر دیا ہے ورنہ وہ متحد نہیں۔ ایشیا دنیا کی تقریباً نصف آبادی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جو کم از کم تین واضح تہذیبوں میں منقسم ہے یعنی اسلام، ہندوازم اور چین کی تہذیبیں — یہ تینوں ایک دوسرے سے اسی حد تک مختلف ہیں جتنی کہ عیسائیت کی تہذیب سے مختلف ہیں۔ اور ان تینوں کا متحد اور متفق ہونا مشکل امر ہے۔ جس اتحاد و اتفاق کی اُمید کی جا سکتی ہے وہ سیاسی یا ثقافتی اتحاد کے بارے میں نہیں بلکہ اپنی آزادی کو گھر اور باہر برقرار رکھنے کا عہد مستحکم اور عزم بالجزم ہے۔ لیکن جب میں آزادی کے تحفظ کا ذکر کرتا ہوں تو اس سے صرف سیاسی آزادی ہی مراد نہیں ہوتی، بلکہ ثقافت کی بقا اور اس کا تحفظ بھی مراد ہے۔ یہاں کلچر کی بہت زیادہ یکسانیت کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

---

جدید بین الاقوامیت (COSMOPOLITANISM) کا انحصار سائنس اور مشینری پر ہے۔ پرانی تہذیبوں اور ثقافتوں پر یہ دو نئے عناصر ٹھوپ دیئے گئے ہیں۔ یہ دونوں انتہائی طاقتور محلل ثابت ہوتے ہیں جنہوں نے پرانی تہذیبوں کی صرف برائیوں ہی کو حل نہیں کیا بلکہ ان کی اچھائیوں کو بھی محو کر دیا ہے۔ اس امر کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ اگر ان عناصر کا صحیح طور پر کنٹرول کیا جائے تو یہ دونوں نہایت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

---

انسانی زندگی ساری کی ساری مشین نہیں ہو سکتی۔ اس میں

فنونِ لطیفہ شاعری ... دوسری راحتوں اور لطافتوں کا وجود ضرور ی ہے یہ بھی وہ چیزیں ہیں۔ جنہیں مشینی دور فراموش کر رہا ہے اشترا کی فلسفے میں انہیں بھلایا جا چکا ہے اور وہ لوگ جو مشینی دور میں گویا آگے آگے ہیں ان چیزوں کو کوئی خاص اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ایشیا کی نئی بیداری میں زندگی کے ان عناصر کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔ میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ ایشیا میں قومیں آزادی کی بقا کی کوشش ایسی شدت کا رُوپ اختیار نہ کر لیں گی کہ ایک دوسرے کا فوجی میکانکیت میں مقابلہ کرنا شروع کر دیں۔

مَیں ایشیا کی تازہ بیدار ہونے والی قوموں سے کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری آزادی کا بقا اتنا مشکل نہیں (خاص کر دو متحارب طبقوں میں دنیا کے منقسم ہونے کی وجہ سے تو اور بھی آسانی ہے) جتنا کہ مغرب کی غلطیوں کی نقالی سے بچنا تمہارے لئے مشکل ہے!!

---

مغرب گزشتہ پانچ صدیوں سے طاقت کا مظاہرہ کرتا رہا ہے۔ اس طاقت کے اظہار نے کئی شکلیں اختیار کی ہیں، اچھی بھی اور بُری بھی۔ اس قوت نے کرۂ ارض کو ایک قطب سے دوسرے قطب تک مسخر کر لیا۔ اس نے ذرّوں سے لیکر اجرامِ فلکی تک کے خواص اور اسرار معلوم کر لئے ہیں۔ اس نے زندگی کی آسائشوں کو اتنی کثرت سے پیدا کرنا شروع کر دیا ہے کہ پُرانے زمانے کا انسان ان آسائشوں کے امکان کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس قوت کو غلط راستوں پر بھی ڈالا گیا ہے، یعنی انسانوں کو مغلوب بنانے کے لئے ——!!

مغرب کی فاتح اور جارح استعماریت کی طرف سے افریقہ اور ایشیا کے باشندوں کو روح فرسا مظالم کا تختۂ مشق بنایا جاتا رہا ہے۔ اگر انسانیت اور دنیا مسرّت سے ہمکنار ہونا چاہتی ہے تو لازمی ہے کہ توانائی اور قوت کو ان لوگوں اور قوتوں کے خلاف استعمال نہ کیا جائے جو اس قسم کی توانائی اور قوت سے تہی دست محروم ہیں۔

---

انسانیت کو ایک حد تک تو ایک دوسرے کا احترام کرنا ضرور سیکھ لینا چاہیئے۔

شاید ایشیا کی بعض قومیں دوسروں کے مظالم سہنے کے بعد "غمِ جاناں" کو "غمِ جہاں" بنا کر —— اس نکتے کو سمجھ کر احترام کرنا سیکھ چکی ہوں۔ مشرق کی قومیں مغرب کے اِن خوفناک پہلوؤں کی نقالی کرنا تو سیکھ چکی ہیں جو مغرب کو تباہی کے گڑھے کی طرف تیزی سے لڑھکا رہے ہیں۔ مجھے پیغمبرانہ انداز سے پیشگوئی کرنے کی قوت نہیں دی گئی اور نہ ہی میرا ذہن انسانی لغزش کی عمیق گہرائیوں تک جا سکتا ہے۔ لیکن اِس غیر یقینی کیفیت میں کہ اُمید اور مایوسی دونوں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اُمید کو زیادہ مفید چیز سمجھتا ہوں۔ اسلئے مَیں پُر اُمید ہوں اور میری اُمیدوں کی مرکز زیادہ تر زمینِ ایشیا ہی ہے +

(ترجمہ)

---

اِک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

سائنس

سید ارشد احمد
متعلم سکول آف انجنیئرنگ رسول



# پلاسٹک

موجودہ زمانہ میں پلاسٹک کی افادیت میں کسی کو بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے روزمرہ کے استعمال کی اشیاء جو پہلے دوسرے میٹریل سے تیار ہوتی تھیں اب پلاسٹک کی بننے لگی ہیں۔ تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ میں پلاسٹک ہماری زندگی کا ایک اہم جزو بن چکا ہے اس مرکب کی بدولت صنعتی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ اس کے خواص کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرکب ربڑ کی طرح نرم اور ریشم کی طرح ملائم بھی ہو سکتا ہے اور فولاد کی طرح سخت بھی۔ اس کی شہرت کا راز اس کے خواص میں ہی پنہاں ہے اور اس کے ممتاز ہونے کی اصل وجوہ اس کی جاذب نظری، خوشنمائی اور اپنے آپ کو فوراً دوسری شکل میں ڈھال لینے کی قوت ہے۔ بازاروں میں جس جانب نظر دوڑائی جائے پلاسٹک کی خوشنما اشیاء پر ہی نظر پڑتی ہے۔ اس مرکب میں ہر رنگ کو جذب کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لئے یہ بازار میں ہر قسم کا، ہر رنگ کا اور خوشنما سے خوشنما تر دستیاب ہو جاتا ہے۔ اس کے وصف جیسے جیسے منظر عام پر آتے جا رہے ہیں اس کو دوسرے میٹریل سے نمایاں کرتے جا رہے ہیں۔ اور اس مادہ کی فوقیت کا اثر دوسرے مادوں کی مصنوعات پر اثر انداز ہوتا جا رہا ہے۔

## پلاسٹک کی تاریخ

پلاسٹک کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مادہ پرانے مصریوں کے قبضہ میں تھا۔ پرانے مصر کے لوگ اس سے بخوبی واقف تھے اور اس سے کافی فائدہ بھی حاصل کرتے تھے۔ اس وقت ان کے پاس پلاسٹک "قدرتی پلاسٹک" کی شکل میں تھا۔

انسان نے مادی ترقیات کی منازل طے کرنی شروع کیں تو ایسے مرکب کی تلاش شروع ہوئی جو آسانی سے ہر شکل میں ڈھالا جا سکے اور عام زندگی میں زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو اور سستا دستیاب ہو جائے۔ سائنسدانوں نے یہ کوشش شروع کی کہ مصنوعی پلاسٹک تیار ہو جائے۔ اب سوال صرف ایسے مادے کا رہ گیا تھا کہ جس سے پلاسٹک تیار ہو سکے۔ آخر کار یہ مادہ معلوم ہو گیا اور الیگزنڈر چارلس نامی سائنسدان نے برمنگھم (انگلستان) میں پلاسٹک تیار کر لیا۔

الیگزنڈر چارلس نے تقریباً ۶۶ ایجادیں کیں اور

بھائی سے مدد لیکر جو کیمسٹ تھا پلاسٹک تیار کیا اور
لندن کی ایک نمائش میں اُسے پیش کیا اور انعام حاصل
کیا۔ تب اُس کے نام پر اس پلاسٹک کا نام
PACKESITE کہلایا۔ لیکن آجکل اس قسم کا پلاسٹک
XYLONITE کہلاتا ہے۔ سائنسدان لگاتار اس
جستجو میں مصروف رہے کہ اس سے زیادہ اعلیٰ قسم کا
پلاسٹک معرضِ وجود میں آجائے۔ ۱۹۰۹ء میں ایک
بلجیم کے سائنسدان ڈاکٹر بیک لینڈ نے امریکہ میں ایک
نئی قسم کا بروزہ تیار کیا جو پاؤڈر کی شکل میں تھا جس
کے استعمال سے بہترین قسم کا پلاسٹک ڈھالنا آسان
ہوگیا۔ اس پاؤڈر کا نام سائنسدان کے نام پر
BAKELITE رکھا گیا۔ اس ایجاد سے پلاسٹک کی
ترقی یافتہ صورت کی بنیاد پڑی اور اس پاؤڈر کی بدولت
موجودہ پلاسٹک کی صنعت قائم ہے۔

## پلاسٹک کی اقسام

اب تک پلاسٹک کی لاتعداد اقسام معرضِ وجود
میں آچکی ہیں۔ ہم پلاسٹک کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کر سکتے
ہیں (حرارت کے اثر انداز ہونے پر تبدیلی کے لحاظ سے)

۱۔ تھرمو پلاسٹک

۲۔ تھرموسیٹنگ پلاسٹک

### ۱۔ تھرمو پلاسٹک:۔

اس قسم کو جب حرارت پہنچائی جاتی ہے تو یہ پلاسٹک
فوراً سخت نہیں ہوتا۔ اور اگر سخت ہو جائے تو پھر بعد
میں اس پر مختلف عمل کر کے اسے نرم کر لیا جاتا ہے۔ بار بار
نرم کرنے اور ڈھالنے سے اس پلاسٹک میں کوئی خامی
وقوع پذیر نہیں ہوتی۔

### ۲۔ تھرموسیٹنگ پلاسٹک:۔

اس قسم پر حرارت کا اثر بہت شدید ہوتا ہے۔
ایک بار بذریعہ حرارت ڈھالنے کے بعد نہایت سخت اور
مضبوط ہو جاتا ہے اور مستقل طور پر مضبوط اور سخت پلاسٹک
میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

استعمال کے لحاظ سے پلاسٹک کی بہت سی
اقسام ہیں:۔

### ۱۔ یوریا پلاسٹک (UREA PLASTICS)

یہ پلاسٹک ایمونیا پلاسٹک بھی کہلاتا ہے۔ یہ
پلاسٹک کی ایک مشہور قسم ہے۔ اس قسم کے پلاسٹک
میں بہت سی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ انتہائی شفاف
ہوتا ہے اور اس میں سے روشنی بخوبی گزر سکتی ہے۔
یہ عموماً بیٹریوں کے شیشے بنانے میں استعمال ہوتا ہے
اور بجلی کے خلاف انتہائی مزاحمت رکھتا ہے۔

### ۲۔ پرسپیکس (PESPEX)

یہ بھی ایمونیا پلاسٹک ہے۔ یہ بہت مضبوط قسم
ہے۔ لیکن آسانی سے چیرا جا سکتا ہے اور بآسانی
اس میں سوراخ کیا جا سکتا ہے۔ یہ عموماً چھتوں کی
لہریا دار چادریں اور فرنیچر بنانے کے کام آتا
ہے۔ اس کی قیمت کم ہوتی ہے۔ اس پلاسٹک کے
شیشے بھی بنائے جاتے ہیں۔ یہ عموماً ہوائی جہازوں
اور عمل جراحی کے اوزار بنانے میں استعمال ہوتا
ہے۔ یہ شفاف اور غیر شفاف دونوں حالتوں میں

دستیاب ہوتا ہے

### ۳- ایکریلک پلاسٹک (ACRYLIC PLASTIC)

یہ پلاسٹک دُور بینوں کے شیشے بنانے میں اور موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس قسم کا پلاسٹک شیشے سے زیادہ صاف و شفاف، مضبوط اور سخت ہوتا ہے لیکن وزن میں شیشے سے صرف نصف ہوتا ہے۔ یہ ٹوٹنے پر چکنا چُور نہیں ہوتا بلکہ تڑخ جاتا ہے۔ اس قسم کے پلاسٹک میں جھٹکے برداشت کرنے کی قوت خوب ہوتی ہے۔

### ۴- الکیتھین اور پولیتھین (ALKATHENE & POLYTHENE)

یہ پلاسٹک کی ایک نئی قسم ہے جو چند سال ہوئے دریافت ہوئی ہے۔ اس کی دریافت کا سہرا امپیریل انڈسٹریز لنڈن کے سر ہے۔ یہ چادر کی شکل میں ۱۰۰، ۱۰۰۰ گیج کی موٹائی میں ملتا ہے۔ یہ عموماً لچکدار، شفاف اور سخت ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر اشیاء کو پانی سے بچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آگ کے اثر سے اور موسموں کے اختلاف سے اس قسم کے پلاسٹک میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔ یہ پلاسٹک عموماً پائپ بنانے میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اس قسم کے پائپ زنگ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس لئے ان پائپوں کو زمین کے اندر سے گزارا جا سکتا ہے۔

سائنسدانوں کی حد درجہ یہ کوشش ہے کہ عام روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کم سے کم قیمت پر دستیاب ہو سکیں۔ یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ یہ اشیاء ایسے مادوں سے تیار کی جاویں جو کہ سستے بھی ہوں اور ملک میں آسانی سے دستیاب ہو سکیں اور ان مادوں کو مناسب شکل دینا اور صاف کرنا آسان بھی ہو۔ پلاسٹک بھی ایسے ہی مادے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے تیار شدہ اشیاء کم قیمت، پائیدار، کم وزن اور خوشنما ہوتی ہیں۔

پلاسٹک کو آجکل دنیا میں زیادہ استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے حتیٰ کہ رہنے کے گھر جو کہ پہلے دوسرے میٹریلز سے بنتے تھے اب پلاسٹک کے بننے لگے ہیں۔ یہ مکانات آسانی سے تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔ سردی اور گرمی سے کافی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔

بعض ایسی کاریں بنائی گئی ہیں جو کہ نصف پلاسٹک کی ہیں اور وہ دوسری کاروں سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں۔ بہرحال ابھی ایسی تعمیرات تجرباتی میدان میں ہیں۔

## فارغ اوقات کے مفید مشغلے

بیسیوں ایسے ہلکے پھلکے مگر نہایت فائدہ بخش مشغلے ہیں جنہیں ہر شخص اپنے فارغ اوقات میں بآسانی اختیار کر سکتا ہے۔ اگر آپ کے علم یا تجربہ میں ایسے مفید کام آئے ہوں تو انہیں تحریر کر کے بھجوائیں۔ اچھے مضامین خالد میں بھی شائع کروائے جا سکتے ہیں۔

(مہتمم صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

بشیر احمد شمس مہتمم تربیت خدام الاحمدیہ مرکزیہ

# بانگِ "لَا تَخَف"

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بندۂ خدا تو مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتا ہے بھلا یہ تو بتا کہ کیا تو نے قیامت کے متعلق کوئی تیاری بھی کی ہے۔ کانپتے ہوئے ہونٹوں سے اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاں تک نماز اور روزے کا تعلق ہے میں نے کوئی خاص تیاری نہیں کی۔ مگر ایک بات ضرور ہے اور وہ یہ کہ میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شفقت بھری نگاہ سے دیکھ کر فرمایا۔ اگر واقعی تمہارے دل میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت ہے تو پھر تم بھی وہیں ہو گے جہاں اللہ اور اس کا رسول ہوں گے۔

اصل چیز اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ جس میں یہ پیدا ہو جائے وہ شخص ہر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ عشق کا طبعی تقاضا ہے محبوب کے رنگ میں رنگین ہونے پر اُکساتا رہتا ہے اور آخر کار وہ اس کی خو بو میں ڈھل جاتا ہے۔ انبیاء اور ان کے حقیقی پیروکاروں کا ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینے کا راز یہی ہے کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی حقیقی محبت موجود ہوتی ہے صحابہ کرام بکریوں کی طرح ذبح کر دیئے گئے۔ تپتی ریت پر لٹائے گئے۔ گلیوں میں رسیوں سے گھسیٹے گئے۔ آخر یہ کیوں؟ مطالعہ کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اندر حقیقی عشق کا خدائی نور جلوہ گر تھا۔!!

تاریخ اسلام کا تازہ ترین بابِ عشق حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایذا رسانی میں دشمنوں نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ ہر مذہب و ملت والے کیا ہندو کیا مسلمان، کیا عیسائی کیا آریہ سبھی درپئے آزار تھے۔ دن کے وقت وہ لوگ آپ کو دُکھ دیتے۔ رات کو جب آپ آرام فرماتے تو آواز آتی "لَا تَخَفْ اِنِّیْ مَعَکَ" — "لَا تَخَفْ اِنِّیْ مَعَکَ" — "لَا تَخَفْ اِنِّیْ مَعَکَ"۔ تجھے ان لوگوں کی تکالیف سے گھبرانے کی ضرورت نہیں میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس یہ فقرہ تھا جس نے ہر تکلیف و مشکل برداشت کرنے پر آپ کو آمادہ کر دیا۔

عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر گورنمنٹ کا ایک معمولی سا سپاہی بھی کسی کو کہہ دے۔ گھبرا نہیں میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ شخص خوشی سے پھولے نہیں سماتا تو پھر یہ کہ احکم الحاکمین ہستی کسی انسان کو کہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں —— مذہب کا حقیقی مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق سے ہو جائے۔ پس ضرورت اس بات

کی ہے کہ ہمارے اندر حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسولؐ کی محبت پیدا ہو جائے۔ اس محبت کا تقاضا
یہ ہے کہ قال اللہ و قال الرسولؐ پر عمل کیا جائے۔ حضور
علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مسلمانوں کے ایک
عظیم مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا
مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ
اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ (الموطا)

میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے
جا رہا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل
پیرا ہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ
کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔

جب تک مسلمان ان دونوں چیزوں پر عمل پیرا رہے ترقی
کرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا
ہے۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ
(انبیاء ع) ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب اُتاری
ہے جس میں تمہاری بزرگی مقدر ہے یا اس کتاب پر عمل
کرنے سے تم لوگ ایک تاریخی قوم بن جاؤ گے ـــــ
عرب کی وہ وحشی قوم جو کسی شمار میں نہ آتی تھی قرآن کریم
پر عمل کر کے دنیا کی راہ نما بن گئی۔ غیر مسلم مستشرقین اس
بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان عربوں نے دنیا کو ترقی سے
ہمکنار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ حضرت مسیح پاک
علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت
دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ بموجب الہام الٰہی
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد یُحْیِ الدِّیْنَ
وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ یعنی دین اسلام کا احیاء اور
شریعت اسلامیہ کا قیام ہے۔ ہم نوجوانانِ احمدیت
کا فرض ہے کہ اس مقصد کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف
رہیں اور اسلام کی روح کو زندہ رکھنے کے لئے نسلاً
بعد نسلٍ قربانی و ایثار کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور پہلے سے
بھی زیادہ غیرت مند اور دینی جذبہ رکھنے والے نوجوان
پیدا کریں۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"دوسری طرف میں خدام کو توجہ دلاتا
ہوں کہ وہ اپنے عمل و کردار سے تعلق
باللہ اور قربانی و ایثار کا ایک ایسا
نمونہ دکھائیں کہ جس کے نتیجہ میں نسلاً بعد
نسلٍ اسلام کی روح زندہ رہے۔"

نیز فرمایا:۔

"اسلام تو اپنی ذات میں مکمل ہے
لیکن جس طرح ایک اعلیٰ درجہ کے شربت
کو دوسروں کے سامنے پیش کرنے
کے لئے ایک شاف و شفاف گلاس
کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ
اپنے وجودوں کو ایک ایسے صاف و
شفاف گلاس کی مانند بنالیں کہ جن
میں اسلام کا شربت دنیا کو پیش
کیا جا سکے۔ پس یاد رکھو کہ تم ایک
عظیم الشان کام کے لئے کھڑے
کئے گئے ہو۔ اشاعتِ دین کی روح

کو زندہ رکھنا اور پہلے سے بھی زیادہ
غیرت مند اور دینی جذبہ رکھنے والے
نوجوان پیدا کرنا تمہارا کام ہے۔
اسلام کی روح کو زندہ رکھو اور
محمدی نور کو پھیلاتے رہو یہاں تک
کہ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے لگ جائے۔
اور دنیا کی ایسی کایا پلٹ جائے کہ
خدا کی بادشاہت جیسا کہ آسمان پر
ہے زمین پر بھی قائم ہو جائے۔
کوشش اور جدوجہد کے ساتھ
دعائیں بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کے
حضور اتنے گڑگڑاؤ کہ اللہ تعالیٰ
کے فرشتے تمہاری مدد کو اتر آئیں۔"

(الفضل ۲۰ر نومبر ۵۵ء)

حضورؓ کے مندرجہ بالا ارشاد میں اگرچہ ہر
خادم ہی مخاطب ہے مگر اراکینِ مجالسِ عاملہ کی دُہری
ذمہ داری ہے۔ ہر جگہ کی مجلسِ عاملہ میں ایسے خدام
کا ہونا ضروری ہے جو سلسلہ کی روایات سے واقف،
سلسلہ کا درد رکھنے والے، نظامِ سلسلہ کی پابندی
کرنے والے اور اس کی خاطر قربانی کرنے والے
ہوں۔ بعض اراکینِ مجالسِ عاملہ اپنی ذمہ داری کا
احساس نہیں کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باقی
خدام میں بدی کے ارتکاب کی جرأت پیدا ہوتی
ہے۔ دوسروں کی اصلاح کے لئے عملی نیک نمونہ کا
ہونا بڑا ضروری ہے۔ ہمارا ماضی نہایت ہی روشن
اور مستقبل درخشاں ہے۔ قومی اور جماعتی روایات
کو برقرار رکھنا نوجوانانِ احمدیت کا فرض ہے۔ ہمارا
ہر قدم پہلے قدم سے اونچا اُٹھنا چاہیئے۔ ہم وہ
لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کے پیچھے نہیں بلکہ دنیا کو اپنے
پیچھے لگانا ہے۔ پس ابھی سے اس ذمہ داری کا
احساس فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

### شعبہ تحریک جدید کا کام کرنے والوں کے لئے مژدہ

## دوہرے ثواب کا موقعہ

"میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے
تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا
ہے توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو خدا تعالیٰ
نے بہت بڑے ثواب کا موقع دیا ہے
کہ وہ بھی بیدار ہوں اور اپنے مقام
کی عظمت کو سمجھیں۔ انہیں صرف اپنے
چندے کا ثواب نہیں ملتا بلکہ دوسروں
کے چندے وصول کرنے کا بھی ثواب
ملتا ہے۔"

(حضرت المصلح الموعودؓ)

عطاء المجیب راشد ایم-اے، ربوہ

# زندگی حسین ہے!

زندگی حسین ہے اور یقیناً حسین ہے اور آخر حسین کیوں نہ ہو جبکہ خالقِ کائنات نے اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اِس کائنات میں زندگی بسر کرنے کے لئے بھیجا۔ پس زندگی حسین ہے اور بہت حسین! اِس حد تک کہ ہم اس کے حسن اور خوبصورتی کا صحیح طور پر ادراک بھی نہیں کر سکتے۔

سنئے کو راہ چلتے کوئی قیمتی نہ سہی بالکل معمولی سی چیز بھی مل جائے جس کی اُسے کوئی قیمت ادا نہ کرنی پڑے تو اس کا دل خوشی و مسرت کی آماجگاہ بن جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب اور خوش بخت تصور کرتا ہے اور حقیقتاً وہ ایسا کرنے میں کافی حد تک حق بجانب بھی ہے۔ لیکن کتنا ہی بدبخت اور احسان فراموش ہے وہ شخص جس کو اِس دنیا میں حُسن نظر نہیں آتا جس کی ہر شے خاص موہبتِ الٰہی ہے۔ اِس کائنات کی وہ تمام چیزیں جو بقاء کے لئے ضروری ہیں سب کی سب خدائے رحیم و کریم نے بے قیمت عطا کی ہیں۔ گویا ہر چیز زبانِ حال سے انسان کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہے ؎

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا!! (غالب)

ہوا کی گرانمایہ اور نہ ختم ہونے والی دولت، پانی کا شیریں اور لافانی خزانہ، دھوپ اور بارش کی نعمتیں ——— یہ سب نعماء کسی انسانی عمل کا انعام نہیں بلکہ خالقِ کائنات نے محض اپنے فضل سے اُسے عطا کی ہیں۔ وہ کونسی قیمت ہے، وہ کونسا بدلہ ہے اور وہ کونسا معاوضہ ہے جو ہم نے اِن نعمتوں اور فضلوں کا ادا کیا ہے؟ لاریب یہ خدائے ذوالمنن کا احسانِ عظیم ہے۔ کتنا ہی خوش بخت ہے وہ انسان جو اس موہبتِ خداوندی کی قدر کرے اور اِس حُسن اور دلفریبی کو دیکھ کر ہر دم آستانۂ الوہیت پر اپنی جبینِ نیاز جھکائے رکھے۔

زندگی حُسن ہے اور مجسّم حُسن۔ اِس کائنات کا ہر ذرّہ اپنے اندر ایک دلفریبی اور خوبصورتی لئے ہوئے ہے۔ خود خدائے ربّ العزّت نے فرمایا ہے کہ

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا
بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ؕ

اور پھر فرمایا ہے:-

اِنَّا بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا
لَمُوْسِعُوْنَ

کہ ہم نے اس کائنات کو اپنے ہاتھ سے خوبصورت

کرکے بنایا ہے۔ اس میں چاند، ستارے اور دوسرے
کواکب بنائے ہیں جو اس کے حسن اور خوبصورتی کو دوبالا
کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس کائنات کا گوشہ گوشہ خوبصورتی
کا ایک لازوال مرقع ہے۔ خالقِ کائنات نے دعویٰ
کے طور پر فرمایا ہے کہ اس کائنات میں کوئی رخنہ اور کجی
نہیں ہے اور ہم جتنا بھی موجوداتِ عالم پر نظر کریں یہ
حقیقت واضح تر ہوتی جاتی ہے کہ ہر شے اپنے مقام پر
ٹھیک اور درست رکھی گئی ہے!!

دن ڈھلتا ہے تو رات کے سائے لمبے ہونے
شروع ہو جاتے ہیں اور جوں جوں اندھیرا بڑھتا ہے
نیلے آسمان پر ستاروں کی نظر فریب محفل جمنے لگتی
ہے۔ ننھے ننھے ستارے ایک دوسرے سے سرگوشیوں
میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ ستاروں کے جھرمٹ
کے عین بیچوں بیچ کہکشاں ایک عجیب بہار پیدا کر رہی
ہوتی ہے۔ اتنے میں چودھویں کا چاند آتا ہے اور
آسمان کی دنیا کو ایک نئی فرحت بخش زندگی سے ہمکنار
کرتا ہے۔ بچوں کی آنکھیں چندا ماموں کو دیکھتے نہیں
تھکتیں۔ ماں کی محبت بھری گود میں چندا ماموں کا یہ
چاہنے والا ـــــ دور نیند کی وادی میں جا پہنچتا ہے
اور جب رات بھیگ جاتی ہے، ستارے کچھ مدھم ہونے
لگتے ہیں اور چاند بھی اپنی منزل طے کر چکتا ہے تو مشرق
سے نور کا ایک اور منبع طلوع کرتا ہے۔ سورج کی
روپہلی سنہری کرنیں جب کائنات کے گوشے گوشے
کو منور کرتی ہیں تو ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔
سورج اپنی لازوال دولت امیروں کے محلات اور
غریبوں کی جھونپڑیوں پر یکساں بکھیرتا ہے۔ چڑھتے
ہوئے سورج کا یہ نظارہ کتنا دلفریب ہوتا ہے جب
وہ دور پہاڑ کی اوٹ سے چوری چھپے جھانکنے والے
کی طرح بلند ہونے لگتا ہے۔ دھوپ کی حدت سے
طبیعتِ انسانی مضمحل ہونے لگتی ہے تو خالقِ کائنات
بادل بھیج دیتا ہے۔ بارش ہوتی ہے اور ہر طرف خدا کی
رحمت کے نتیجہ میں نشاط اور تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔

شہروں سے انسان کی طبیعت گھبرائے تو وہ باہر
نکل جاتا ہے جہاں کا ہر ذرہ حسنِ فطرت کی ایک زندہ
تصویر ہوتا ہے۔ وادی کا ہر موڑ اور بیابان کا ہر درخت،
پہاڑوں کی ہر بلندی اور وادیوں کی ہر پستی، صحراؤں
کی خشکی اور لالہ زاروں کی ہریالی، غرضیکہ کائنات کا
ہر پہلو خوبصورت اور حسین دکھائی دیتا ہے۔ دنیا میں
کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں مختلف اور متنوع ہیں۔
انسان ذرا سی ہمت اور محنت کرے تو اس کے شاندار
نتائج اللہ تعالیٰ خود پیدا کرتا ہے۔ ہر مشکل اور ہر بیماری
سے بچنے کے ذرائع میسر ہیں۔ خوشی اور نشاط کی دولت
اور سب سے بڑھ کر قربِ الٰہی اور ایمان کی دولت امیر و
غریب میں یکساں تقسیم ہوتی ہے۔ خدا سب کا خالق ہے،
وہ سب کی سنتا ہے اور سب کو دیتا ہے۔ قربِ الٰہی کی
راہیں سب کے لئے کھلی ہیں اور سب ہی اس دولتِ
لازوال سے اپنی جھولیاں بھر سکتے ہیں۔ دنیا کے کس کس
حسن کا ذکر کروں، اس کائنات حسن مجسم کے کس کس
گوشہ کا تذکرہ کروں۔ یہ زندگی یقیناً حسین ہے
جس میں اس بندۂ حقیر اور زیرِ تقصیر کے لئے سب کچھ

پہلے سے میسّر ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ کائنات میں دُکھ اور درد بھی ہیں۔ کبھی کبھار انسانی زندگی دُکھوں اور آلام سے مکدر بھی ہو جاتی ہے لیکن کونسا گلاب ہے جس کے ساتھ کانٹے نہ ہوں۔ نعمائے الٰہی کی ناقدری اور ان کے غلط استعمال سے بسا اوقات انسانی زندگی درد کی تصویر بن جاتی ہے لیکن کتنا حُسن ہے اِس زندگی میں اور کتنی شفقت ہے ہمارے خالق میں جس نے ہر درد کی دوا پیدا کر دی ہے۔ کوئی دُکھ ایسا نہیں جس کا مداوا نہ ہو سکے اور کوئی پریشانی ایسی نہیں جس کو راحت سے بدلنا ناممکن ہو۔ پس اس زندگی میں اگر دُکھ بھی ہیں تو سُکھ کی قدر سکھانے کے لیئے۔ درد بھی ہے تو صرف اسلیئے کہ بندہ اپنے پیدا کرنے والے کا شکر گزار بندہ بنے۔

پس یہ زندگی حسین ہے اس کا ایک ایک لمحہ حُسن اور نشاط سے معمور ہے، اس کا ایک ایک ذرہ ایسا چشمہ ہے جس سے خوشی اور مسرت کے سوتے پھُوٹتے ہیں۔ زندگی کا یہ حُسن جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ تب ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا اور شکر گزار بندوں کو اِس دنیا میں کئے گئے نیک اعمال کی حسین ترین جزا ملے گی۔ تب ایک مرتبہ پھر اس دنیا کا حسین ہونا بڑی شان سے ثابت ہوگا +

---

**دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیئے!**

---

# "ہفتہ تحریکِ جدید" کی کارگزاری

## قائدینِ اضلاع و قائدینِ مجالس توجّہ فرمائیں!

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ گرامی کی روشنی میں مجالس سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ماہِ رواں کے آغاز میں "ہفتہ تحریکِ جدید" منائیں۔ حضرت صدرِ مجلس نے بھی جملہ مجالس سے اپیل فرمائی تھی کہ اِس ہفتے کو شایانِ شان طریق سے منائیں۔ بعض مجالس کی طرف سے نہایت خوش کُن اور حوصلہ افزا رپورٹس موصول ہوئی ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ باقی مجالس کی طرف سے کارگزاری کی معیّن اطلاع کا انتظار ہے۔

قائدینِ اضلاع اور قائدینِ مجالس کی خدمت میں گزارش ہے کہ از راہِ کرم اوّلین فرصت میں معیّن اعداد و شمار کے ساتھ کارگزاری کی اطلاع دفتر مرکزیہ میں بھجوا کر ممنون فرمائیں تا مخلص اور فعّال کارکنوں کے اسماء دُعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دُعا کی غرض سے پیش کئے جا سکیں۔

مہتمم تحریکِ جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ

لطف الرحمٰن محمود
ایم۔اے

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

قسط نمبر ۴

## ۴۵۔ قول الحق

سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۴۰۔

۱۹۲۴ء میں قادیان کے غیر احمدیوں نے ایک جلسہ منعقد کیا تھا جس میں ان کے علماء نے بعض اعتراضات پیش کئے۔ ۳ اپریل ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مسجد اقصےٰ میں ایک تقریر ارشاد فرمائی جس میں ان تمام اعتراضات کا کافی و شافی جواب دیکر ازالہ فرمایا۔ "قول الحق" اسی تقریر کی کتابی شکل ہے۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۴ء بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

اس ایمان افروز تقریر میں مندرجہ ذیل اعتراضات کے جوابات مرحمت فرمائے ہیں:۔

(۱) حضرت مسیح موعودؑ سے استہزاء کوئی نئی چیز نہیں۔ حضرت آدمؑ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی سے استہزاء ہوا (۲) احمدیت کے مخالفین پر ظاہری غلبہ کے متعلق اعتراض (۳) مبایعین اور غیر مبایعین کا اختلاف (۴) حیض کی اصطلاح اور حضرت مسیح موعودؑ (۵) دعویٰ الوہیت کا الزام (۶) ابن اللہ ہونے کا الزام (۷) حضرت مسیح موعودؑ اور درجہ مریمیت۔ (۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف نام (۹) حضرت مسیح موعودؑ کے تین لاکھ معجزے (۱۰) ملازمت کرنے کا اعتراض (۱۱) خاتم الکمالات کی اصطلاح اور حضرت مسیح موعود (۱۲) زوج کا لفظ (۱۳) طاعون کی پیشگوئی اور قادیان (۱۴) حضرت عیسیٰؑ کے معجزات (۱۵) حضرت مرزا صاحب نے آکر کیا کام کیا؟ (۱۶) محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی۔

اس تقریر میں حضورؓ نے ثابت فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلے پر اُٹھنے والی ہر چیز کو مٹا دیا اور حضورؑ کی صداقت ثابت فرما دی۔ حضورؓ کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

"پس میں پوچھتا ہوں آخر صداقت کا کوئی ثبوت بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو جو بھی ہے وہ سارے کا سارا حضرت مرزا صاحبؑ کیلئے موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا، قرآن کریم زندہ ہوا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زندہ ہوا، خدا کی توحید زندہ ہوئی، ہر نیکی زندہ ہوئی، ہر نبی زندہ ہوا، ہر راستباز نے

دوبارہ حیات پاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ
کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپؑ نے
رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا
ہے..... پھر بھی کہتے ہیں کہ اس نے
کیا کیا ہے۔ وہ کون سی خوبی اور وہ
کون سی صداقت ہے جو کسی نبی میں
پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحبؑ
میں نہیں۔ تم لوگ اعتراض کی زبان
دراز کرتے ہو۔ کرو۔ مگر یہ تو بتاؤ
تمہارا کون سا اعتراض ہے جو پہلے
نبیوں پر نہیں پڑتا۔" (صفحہ ۳۰-۳۱)

## ۴۶۔ اساس الاتحاد

۲۰×۲۶/۸ سائز ۲۶ صفحات

مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۲۴ء کی تقریب پر مسلمانانِ ہند کی سیاسی رہنمائی کیلئے حضورؓ نے یہ پُرمغز رسالہ رقم فرمایا۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ناظر امور عامہ قادیان (برادر اکبر مولانا محمد علی جوہر) نے ۲۳ جون ۱۹۲۴ء کو شائع کیا۔ اس کتابچے میں حضورؓ نے گرانقدر مشورے دیئے ہیں۔

ممبرانِ استقبالیہ کمیٹی اور نمائندگانِ اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے حضورؓ نے مندرجہ ذیل امور کے بارے میں اہم مشورے عطا فرمائے ہیں:۔

(۱) مسلمان بحیثیت قوم کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔
حضورؓ نے مسلمانوں کی جداگانہ ہستی کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔

(۲) مسلم لیگ کو حقیقی معنوں میں کیسے مسلم لیگ بنایا جا سکتا ہے۔ دعویٰ اسلام کرنے والے ہر شخص کے لئے اس کے دروازوں کو کھلا رکھا جائے۔ لفظ "مسلم" کا وسیع تر سیاسی مفہوم واضح فرمایا۔

(۳) پرانے مسلمان کارکنوں کی دل شکنی نہ ہونی چاہیئے تاکہ وہ جوش و خروش سے کام کرتے رہیں۔

(۴) مختلف خیالات کے لوگ آپس میں مل کر کیونکر کام کر سکتے ہیں؟

(۵) مسلم لیگ کو مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں کے باہمی نزاع دور کرنے چاہئیں۔

(۶) ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟
ملک میں امن کی خوشگوار فضا پیدا کرنے کیلئے حضورؓ نے تفصیل کے ساتھ قیمتی تجاویز پیش فرمائی ہیں۔

کتاب کے آخر میں حضورؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے برادران! یہ مختصر خاکہ ہے اس سکیم کا جس پر عمل کرنے سے میرے نزدیک مسلمانوں کے اپنے حقوق بھی محفوظ ہو سکتے ہیں اور دوسری قوموں سے بھی ان کے تعلقات درست ہو سکتے ہیں۔ میں نے باوجود کم فرصتی اور کاموں کی کثرت کے آپ لوگوں کے سامنے اس سکیم کو پیش کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس اخلاص سے یہ لکھی گئی ہے اسی اخلاص سے آپ اس پر غور فرمائیں گے۔ مسلمانوں کی

بہتری اور ہندوستان کیا کل دُنیا کے
امن کا خیال جس زور سے میرے دل
میں موجزن ہے آپ لوگ اس کا
اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس
امر پر شاہد ہے کہ میرا سینہ آپ لوگوں
کی خیر خواہی کے جذبات سے پُر ہے
اور میرا دماغ ان خیالات سے معمور!"

(صـ ۲۶)

## ۴۷ - ایک سیاسی لیکچر

20x26/8 سائز، ۱۸ صفحات - سیدنا

حضرت امیر المومنین رضی کا یہ لیکچر ڈینج ہال لندن میں ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو پڑھا گیا۔ حضور رضی نے اس میں ہندوستان کے حالاتِ حاضرہ کا مدبرانہ انداز سے تجزیہ کر کے مختلف طبقوں میں اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع پر عالمانہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ کتابی شکل میں اِس فاضلانہ لیکچر کو مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان نے نومبر ۱۹۲۴ء میں شائع کیا۔ حضور رضی نے اِس لیکچر میں مندرجہ ذیل نکات پر روشنی ڈالی ہے:-

(۱) ہندوستان کی جغرافیائی، قومی اور مذہبی حالت (۲) ہندوستان میں اُردو اور ہندی کا مسئلہ (۳) رواداری کا فقدان (۴) اہلِ مغرب سے میل جول اور اس کے اثرات (۵) گزشتہ جنگ کا ہندوستان پر اثر (۶) سوراج کے حصول کی خواہش (۷) ریفارم سکیم (۸) انگریز افسر کیسے ہوں (۹) انگلستان کے اخبارات کیا کریں؟

## ۴۸ - احمدیت یعنی حقیقی اسلام

20x26/8، ۲۷۰ صفحات

یہ کتاب ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی نے لندن کی ویمبلے کانفرنس (Convention of Living Religions of the Empire) کے لئے تحریر فرمایا۔ حضور رضی نے اسلام کی تعلیمات کا دلکش خاکہ اختصار سے پیش فرمایا ہے۔ اس خاکے میں اسلامی تعلیمات و نظریات کی فضیلت واضح فرمائی ہے۔ ۱۹۲۴ء تک کی تاریخ احمدیت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے اِس کتاب کا خلاصہ وہاں پیش کیا گیا جو "مجمع البحرین"* نامی کتاب الگ اشاعت پذیر ہے۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں ناظم بکڈپو تالیف و اشاعت نے قادیان سے شائع کیا۔

## ۴۹ - پیارا نبی

20x30/16 سائز، ۳۶ صفحات۔

یہ وہ بلند پایہ مضمون ہے جو ۲۸ دسمبر ۱۹۲۴ء کو لندن میں نوجوانوں کے ایک مجمع میں بزبان انگریزی سُنایا گیا۔ اس مقالے میں حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور مناقب عالیہ پر روشنی ڈالی ہے۔

---

* "مجمع البحرین" 20x26/8 سائز کے ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں دوسرا مضمون حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب رضی کا اسلامی تصوف پر ہے۔ یہ رسالہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء کو شائع ہوا۔

## ۵۰۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۰×۲۶/۸ سائز، ۴۸ صفحات۔ فروری ۱۹۲۵ء میں محترم محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان سے شائع کیا۔ حضورؓ نے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے متعدد پہلوؤں پر نہایت دلکش انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

## ۵۱۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر

امرتسر میں منعقد ہونے والی "آل مسلم پارٹیز کانفرنس" کے پروگرام کا حضورؓ نے تجزیہ فرمایا ہے۔ کانفرنس نے حضورؓ کو شرکت کی دعوت دی تھی لیکن حضورؓ بعض موانع کی بناء پر بنفسِ نفیس شریک نہ ہو سکے۔ یہ کتابچہ اپنے نمائندگان کے ذریعے کانفرنس کو بھجوا دیا۔ اس کتابچے میں — (۱) مسلم بنک (۲) تحفظ مساجد و اوقاف (۳) ہندو مسلم مناقشات (۴) مسئلہ تعلیم و تجارت (۵) دینی تعلیم کی اہمیت (۶) اسلامی تمدن کی حفاظت (۷) تعلیم نسواں (۸) مسلم چیمبر آف کامرس وغیرہ متعدد گرانقدر مشورے مرحمت فرمائے ہیں۔ کتابچہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے ۱۲ جولائی ۱۹۲۵ء کو شائع کیا۔

اس کتابچے کے آغاز میں "اسلام کی سیاسی اور مذہبی تعریف" کرتے ہوئے حضورؓ نے تحریر فرمایا۔

"مجھے ابتداء ہی میں اس بات کو بتا دینا چاہیئے کہ کبھی بھی آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے داعیان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اس امر کو نہ سمجھ لیں اور سب مسلمانوں کو اپنا ہم خیال نہ بنا لیں کہ اسلام کی اس زمانہ میں دو تعریفیں ہیں۔ ایک مذہبی اور ایک سیاسی۔ مذہبی تعریف ہر شخص کے اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہے تعریف کرے۔ اور اس کے مطابق جس کو چاہے کافر بنائے اور جس کو چاہے مسلمان۔ کسی کا حق نہیں کہ اس پر اس لئے ناراض ہو ..... دوسری تعریف سیاسی ہے اور یہ تعریف کوئی فرقہ خود نہیں کر سکتا بلکہ یہ تعریف اسلام کا لفظاً و معناً انکار کرنے والے لوگ کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں۔ اس کا جواب نہ دیوبند دے سکتا ہے نہ قادیان، نہ فرنگی محلی نہ گولڑہ اور نہ علی پور۔ اس کا جواب صرف ہندو، عیسائی اور سکھ دے سکتے ہیں جن کا مسلمانوں سے سیاسی واسطہ پڑتا ہے ....." (ص ۲۸)

کتابچے میں مختلف امور کا تجزیہ کرنے کے بعد حضورؓ فرماتے ہیں :-

"سب محنت رائیگاں اور سب تدابیر عبث جائیں گی۔ اگر اس امر کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا کہ ہم باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں ..... اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ یوں کہو کہ سیاسی حفاظت کے لئے اس میں ملکر کام نہ کر سکیں؟ اگر ہم ایسے موقعہ پر اتحاد نہ کر سکیں گے تو یقیناً اس سے ثابت ہوگا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے ہے اپنے نفسوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے" (ص۱)

## ۵۲۔ پہاڑی وعظ

یہ کتابچہ ۲۹×۲۲/۳۲ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈلہوزی میں ایک پادری سے حضورؓ کی گفتگو کا موقع تھا جس میں حضورؓ نے تثلیث وغیرہ کو رد کر کے اسلام کے محاسن کو واضح فرمایا۔ محمد یامین اینڈ سنز نے قادیان سے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔

## ۵۳۔ ہستی باری تعالیٰ

حضور پُر نورؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر تقریر ارشاد فرمائی۔ اس ایمان افروز کتاب میں حضورؓ نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعدد ناقابلِ تردید دلائل دیئے ہیں۔ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ دسمبر ۱۹۲۵ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس موضوع پر نہایت بلند پایہ تصنیف ہے۔

حضورؓ نے مندرجہ ذیل نکات کی خاص طور پر وضاحت فرمائی ہے :-

(۱) خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ (۲) خدا تعالیٰ کے ماننے کا فائدہ (۳) لوگوں میں خدا کا خیال کس طرح پیدا ہوا؟ (۴) دنیا کی سب سے پرانی قوم کا خدا کے متعلق نظریہ (۵) افریقہ کے قدیمی باشندوں، بابلیوں اور دیگر اقوام میں خدا تعالیٰ کا تصور (۶) خدا تعالیٰ کو مادی آنکھوں سے کیوں دیکھا نہیں جا سکتا؟ (۷) ہر قوم میں خدا تعالیٰ کا خیال ہونے پر اعتراض اور اس کا جواب (۸) خدا کے سوا ہر چیز دوسرے کی محتاج ہے (۹) مسئلہ ارتقاء (۱۰) دنیا کس طرح پیدا ہوئی — (۱۱) سبب اور مسبب کی دلیل (۱۲) پیدائش دنیا پر لوگوں کے خیالات پر بحث (۱۳) انتظامی دلیل۔ (۱۴) اخلاقی دلیل۔ (نیکی بدی کا شعور)۔ (۱۵) شہادت صادقین۔ (۱۶) صفات الٰہیہ۔ (۱۷) صفتِ تکلم سے

خدا کی ہستی کا ثبوت۔ (۱۸) خدا ایک مذہب کے لئے سب کو مجبور کیوں نہیں کرتا۔ (۱۹) کیا خدا کا مشاہدہ کرنے والوں کے حواس غلطی تو نہیں کرتے؟ (۲۰) قبولیتِ دعا کا مسئلہ۔ (۲۱) صفتِ خالقیت (۲۲) خدا کے ماننے والوں کے اخلاق (۲۳) نیکی بدی کے متعلق مومن کا مقام (۲۴) خدا تعالیٰ کا نام (۲۵) اللہ تعالیٰ کے متعلق اہلِ یورپ کا خیال (۲۶) زرتشتیوں کا خدا کے متعلق خیال (۲۷) ہندوؤں اور آریوں کا خدا کے متعلق خیال (۲۸) اسلام کی خدا کے متعلق تعلیم۔ (۲۹) خدا کی ہستی کا پتہ کس طرح لگتا ہے (۳۰) شرک اور اس کی دس اقسام۔ (۳۱) شرک کا رد۔ (۳۲) وحدتِ وجود کا مسئلہ۔ (۳۳) وحدتِ شہود کا عقیدہ۔ (۳۴) خدا تعالیٰ کی صفات پر بعض اعتراضات اور ان کے جوابات (۳۵) مصائب امراض، موت، حیوانات کی تکالیف وغیرہ پر تبصرہ (۳۶) رؤیتِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟ رؤیت کے مدارج (۳۷) انسان دنیا میں خدا سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ (۳۸) قبولیتِ دعا کے لئے مناسب صفت کا انتخاب (۳۹) ربّ العالمین کی صفات کا کامل مظہر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۴۰) قربِ الٰہی کے مدارج کو طے کرنے کا علم۔

یہ سرسری سا جائزہ ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر کیسی نفیس، جامع اور عمدہ کتاب ہے۔!! (باقی)

## سویابین —— (بقیہ صفحہ ۴۲)

ہم پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ سویابین کا آٹا یا دلیہ جو چند پیسوں کے عوض مل جاتا ہے اتنی پروٹین مہیا کر دیتا ہے جو حیوانی غذا سے تیار کردہ نسبتاً قیمتی خوراک مہیا کرتی ہے۔

(ماخوذ از "دی سویابین کک بک" THE SOYABEAN COOK BOOK)

(نوٹ:- ہمارے ملک کے کاشتکاروں کو سویابین کی کاشت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے اس بارہ میں کامیاب اور مفید تجربات کئے گئے ہیں۔) +

## حقیقی سکون —— بقیہ صفحہ ۴۴

شاید آسانی سے ساتھ آ گئی ہو۔ لیکن مجھے اس کے لئے اپنے آپ پر ایک موت وارد کرنی پڑی۔ تب کہیں جا کر مجھے یہ حقیقی سکون ملا..... یہ سکون مجھے کہاں ملا؟... ..... اسے میں نے نمازوں میں پایا..... اور دعاؤں نے مجھے سہارا دیا...... اب میں خاموش اور مطمئن ہوں کہ مجھے حقیقی سکون مل گیا ہے اور اپنے اندر خوشی کی ایک لہر کو کروٹیں لیتے ہوئے پاتا ہوں۔ اب میں پورے اعتماد سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ سکون، یہ خوشی، یہ تسلی اور یہ طمانیت دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے چھین نہیں سکتی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل سچ فرمایا ہے ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن سے بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو!

زراعت





# سویابین

## بیسویں صدی کی حیرت انگیز جنس

سویابین (SOYA BEAN) شاید دنیا کی سب سے پرانی غذائی جنس ہے جسے صدیوں سے ایشیا کے بہت سے لوگ باعتبار غذا گوشت، دودھ، پنیر، روٹی اور تیل کا مجموعی طور پر قائم مقام سمجھتے ہیں اور اقتصادی لحاظ سے اسے 'سونا' کہا جاتا ہے یعنی نقد آور جنس جسے نقد قیمت کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے یا ضرورت کی دیگر اشیاء سے تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

پہلے دنیا کے بہت سے حصوں کے لوگ اس کے متعلق بہت کم واقفیت رکھتے تھے اور اس کا استعمال صرف جانوروں کے چارے کے طور پر ہوتا تھا لیکن گزشتہ پینتیس سال کے عرصہ میں ترقی کر کے ایک اہم نقد آور جنس کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ جنگ کے زمانے میں سویابین لوگوں کے لئے غذائی اعتبار سے ایک اہم خوراک کی شکل میں سامنے آئی تھی اب زمانۂ امن میں بھی اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے صنعتی اعتبار سے سویابین کا استعمال انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ دو سو سے زیادہ تجارتی مصنوعات سویابین سے تیار کی جا رہی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ سویابین اور اس کی مصنوعات مستقبل قریب میں دنیا کے لئے ضروری اور حیات پرور غذائی چیز کی حیثیت حاصل کر جائیں گی۔ یہ معمولی غذا کو عمدہ اور عمدہ غذا کو مزید بہتر بنا دیتی ہے اور سبزی خور افراد کے لئے تو بڑی نعمت ہے۔

**سویابین میں پروٹین کی مقدار:۔** سویابین کا شمار اُن پانچ غذاؤں میں ہوتا ہے جن میں پروٹین (اجزائے لحمیہ) کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کی قدر و قیمت اس لحاظ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس میں پروٹین کے ساتھ تیل بھی موجود ہے۔ سویابین میں پائی جانے والی پروٹین بلحاظ مقدار ہی زیادہ نہیں بلکہ صفاتی لحاظ سے بھی افضل ہے اور جانوروں سے حاصل کردہ غذائی اشیاء مثلاً گوشت، دودھ، انڈہ اور مچھلی میں موجود پروٹین سے کسی لحاظ سے بھی کمتر نہیں ہے۔ کیمیاوی تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ سویابین میں امینو ایسڈ (AMINO ACID) بھی نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے جو انسانی اور حیوانی غذا کا لازمی جزو ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ سویابین اپنی غذائی خصوصیات کی وجہ سے نسبتاً زیادہ وقت کے لئے غذائی ضرورتوں کی تکمیل کر دیتی ہے۔ نباتات سے اجزائے لحمیہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ سویابین ہے۔ اگر اسے "زمین سے اُگنے والا گوشت" کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔

تاہم سویابین کو کلی طور پر گوشت کا بدل سمجھ لینا بھی مناسب نہیں ہے بلکہ یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ سویابین ایک پروٹین رکھنے والی غذا ہے جو دوسری غذاؤں کے ساتھ مل کر غذائی طاقت میں اضافہ کا باعث بن جاتی ہے اور غذا

میں زائد پروٹین شامل کر دیتی ہے۔ مذکورہ صفات سویابین کے آٹے میں بھی زیادہ پائی جاتی ہیں۔ سویابین کی پروٹین بلحاظ قسم بھی اعلیٰ ہے اور دوسری غذائی اشیاء میں پائی جانے والی پروٹین سے بلحاظ مقدار بھی زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر اس میں پروٹین کی مقدار پنیر اور مٹر سے ڈیڑھ گنا زیادہ ہے۔ گوشت، مچھلی اور لوبیے سے دوگنا زیادہ ہے۔ انڈے اور گیہوں کے آٹے سے تین گنا زیادہ ہے اور دودھ سے گیارہ گنا زیادہ ہے۔ سویابین کا کم چکنائی والا دو پونڈ آٹا برابر ہے:-

۵ پونڈ بغیر ہڈی والے گوشت کے

۶ درجن انڈوں کے

۱۵ کوارٹ دودھ کے اور

۵ پونڈ پنیر کے۔

**کاربوہائیڈریٹ کی مقدار:۔** سویابین میں کاربوہائیڈریٹ (شکر اور نشاستہ وغیرہ) کی مقدار کم ہے یعنی دوسری خشک دالوں کے مقابلے میں صرف نصف ہے (یاد رہے کہ سویابین دال کی قسم کی جنس ہے) کاربوہائیڈریٹ کا بیشتر حصہ صحیح طریقہ سے جزو بدن نہیں بنتا۔ اس اعتبار سے بھی سویابین ایک اچھی غذا ہے۔ خشک سویابین میں کاربوہائیڈریٹ صرف بارہ فیصدی ہوتا ہے اور ہری میں صرف ۶ فیصدی۔ اسی وجہ سے سویابین ذیابیطس کے مریضوں اور ایسے افراد کے لئے جن کو نشاستہ استعمال نہ کرنے کی ضرورت ہو بہترین غذا ہے۔ اپنی ان ہی خصوصیات کی وجہ سے سویابین کو غذائے انسانی کی حیثیت سے قدم جمانے کا موقع ملا ورنہ ابتداءً اسے کافی حد تک عوام کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب لوگ اس کی خوبیوں سے آگاہ ہوئے تو گھریلو غذا کے طور پر استعمال ہونے لگی۔

**معدنیات اور وٹامن:۔** سویابین اس لحاظ سے حفاظتی غذا ہے کہ اس میں وٹامن اور معدنیات دونوں موجود ہیں۔ خاص طور پر چونا، فاسفورس اور لوہے کی کافی مقدار پائی جاتی ہے اور یہ عناصر سویابین کے دانوں ہی میں نہیں بلکہ اس کے آٹے اور چوکر میں بھی باقی رہتے ہیں۔ ہری سویابین میں وٹامن اے، وٹامن بی کی تمام قسمیں اور کچھ مقدار وٹامن سی کی پائی جاتی ہے۔ خشک سویابین میں وٹامن سی بالکل نہیں ہوتا۔ وٹامن اے کی بھی تھوڑی سی مقدار ہوتی ہے مگر وٹامن بی ہری سویابین کے مقابلے میں تین گنا زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے تیل میں وٹامن اے اور ڈی شامل ہوتے ہیں۔ نیز وٹامن ای، ایف اور کے بھی پائے جاتے ہیں۔ وٹامن ایف درحقیقت خاص قسم کے روغنی اجزاء کا مجموعہ ہوتا ہے جن کو عام طور پر چربی کے ان سیچوریٹڈ (UNSATURATED) تیزابی مادے کہا جاتا ہے۔ سویابین کا تیل چربی کے ان تیزابی مادوں کا ایک اچھا مجموعہ ہے۔

**چکنائی:۔** خشک سویابین میں ۱۸ سے ۲۲ فیصدی تک تیل ہوتا ہے:-

- جو پنیر، بادام اور مونگ پھلی میں پائی جانے والی چکنائی سے نصف گنا زیادہ۔
- اوسط درجہ کے گوشت کی چکنائی سے ایک گنا زیادہ۔
- انڈوں میں پائی جانے والی چکنائی سے دوگنا زیادہ۔

- دودھ میں موجود چکنائی سے پانچ گنا زیادہ۔
- اور گیہوں کے آٹے میں شامل چکنائی سے دس گنا زیادہ ہے۔

**لیسے تھین** (LECITHIN) سویابین کی ایک قابلِ قدر خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لیسے تھین بھی پائی جاتی ہے جو ایک قابلِ تحلیل چربیلا مادہ ہوتا ہے اور جس میں فاسفورس اور کولین شامل ہوتے ہیں۔ یہ دونوں عناصر نظامِ جسمانی کے لئے بہت ضروری ہیں۔ لیسے تھین نے سویابین کو ایک مصلح غذا بنا دیا ہے۔ لیسے تھین کے متعلق واقفیت کوئی نئی نہیں ہے بہت پہلے سے انڈوں کی زردی سے حاصل کی جاتی رہی ہے۔ اب گزشتہ بیس سال سے لیسے تھین کا حصول تجارتی پیمانے پر سویابین سے کیا جانے لگا ہے۔ اسے روٹی، آئس کینڈی، آئس کریم اور بناسپتی کی طرح کی چکنائیاں بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اجزاء کو اچھی طرح حل کر دیتی ہے اور انہیں سڑنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ نیز اس کا ایک کام یہ بھی ہے کہ چربی کے ذرات اور روغنی دانوں کو توڑ پھوڑ کر تیار ہونے والی چیز کے اندر سب جگہ برابر پھیلا دیتی ہے۔

یہ ابھی تک صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ انسانی جسم کے اندر لیسے تھین کا عمل کیا اور کیسے ہوتا ہے۔ بعض ادارے مثلاً نیویارک یونیورسٹی، نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف شکاگو میں اس پر جو ریسرچ کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیسے تھین بعض اعضائے رئیسہ میں جمع ہو جانے والے چربی کے مادوں کو منتشر کرنے میں مدد کرتی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ قوتِ جاذبہ بڑھانے، خون کی روانی کو جاری رکھنے اور چربی اور چربی جیسے دوسرے مادوں کو کام میں لانے کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اس غلاف کا لازمی جزو ہے جو دماغ اور اعصابی خلیوں کے گرد محیط ہوتا ہے۔ لیسے تھین میں اس مادے کی بہتات ہے جو بدن کے عام زندہ خلیات کی کارکردگی کو صحیح طور پر جاری رکھتا ہے۔

بہت سے ڈاکٹر جلدی اور اعصابی امراض اور شریانوں کے سخت ہو جانے کی صورت میں لیسے تھین استعمال کراتے ہیں۔ نیز عام جسمانی تعمیر و ترقی کے لئے بطور غذا بھی دی جاتی ہے۔ سب سے پہلے لیسے تھین گاڑھے اور گہرے رنگ کے تیل کی طرح سیال شکل میں ملتی تھی۔ کبھی کبھی کیپسولز (CAPSULES) میں بھری ہوئی بھی نظر پڑ جاتی تھی۔ آجکل یہ خوشنما اور کھانے میں آسان دانہ دار شکل میں ملتی ہے جو دودھ اور پھلوں کے رس وغیرہ میں آسانی کے ساتھ حل ہو جاتی ہے۔

**الکلی ایش** (ALKALI ASH) سویابین کی آخری خصوصیت جو غذائی اعتبار سے کسی طرح کم نہیں ہے وہ الکلی (کھار کا عنصر) کی موجودگی ہے۔ سویابین میں پوٹاشیم اور الکلی رکھنے والے دوسرے نمکیات کی کافی مقدار پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے سویابین ایک قیمتی مصلح غذا بن گئی ہے۔

**کفایت**:۔ غذائی اعتبار سے محفوظ اور کم خرچ خوراک سویابین سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ پروٹین کی کافی مقدار تھوڑی سی قیمت کے عوض سویابین کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔ چند پیسے کی خشک سویابین چار سے چھ آدمیوں تک کے لئے ضروری اور مطلوبہ غذائی مقدار

ناصر احمد صدیقی ۔ ٹی آئی کالج ربوہ

# تریاق

جہاں قدرتی آفات ہر سال ہزارہا گھروں کو بے چراغ کر دیتی ہیں وہاں تقریباً بیس ہزار آدمی سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور برسوں سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور برسوں سے ہلاک ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ مار گزیدہ کو بچانے کے لئے مختلف ادویات ایجاد کی گئی ہیں مگر کسی ایک یا دوسری وجہ سے وہ زیادہ مفید نہیں ہو سکیں۔ اب ڈاکٹروں نے ایک ایسی دوائی معلوم کر لی ہے جو مار گزیدہ کے حق میں تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر راجوز صاحب نے کئی مار گزیدوں پر اس کا تجربہ کیا جس میں سے دس کو پوری شفا ہوئی، باقی دو صرف اس وجہ سے مرے کہ ان کا علاج ڈسے جانے سے گیارہ بارہ گھنٹے کے بعد شروع ہوا۔ باقیوں کا علاج چار گھنٹہ کے بعد شروع ہو گیا تھا۔ ان تمام لوگوں کو افعی یا کالے زہریلے سانپوں نے ڈسا تھا۔ اس دوائی کا انگریزی نام پرمینگنیٹ آف پوٹاش (Pot: Permanganate) ہے (جسے عام لوگ لال دوا بھی کہتے ہیں) یہ کوئی نایاب یا زیادہ قیمتی دوائی نہیں ہے ہر ایک انگریزی دوا فروش سے مل سکتی ہے۔ اس کے استعمال کی ترکیب یہ ہے کہ جب کسی کو سانپ ڈسے تو زخم سے ذرا اوپر رسّی کا مضبوط بند لگا دینا چاہیئے تاکہ زہر تمام جسم میں سرایت نہ کرنے پائے۔ اس کے بعد زخم کو کسی تیز ہتھیار چاقو یا اُسترے وغیرہ سے ذرا گہرا اور چوڑا کر لینا چاہیئے۔ بعد ازاں پسی ہوئی پرمینگنیٹ آف پوٹاش آٹھ یا دس رتی بھر لے کر زخم کے اوپر اچھی طرح مَل دینا چاہیئے اور مریض کو طاقت بخش غذا کھلاتے رہنا چاہیئے اور بس۔ مگر یہ علاج حتی المقدور جلد ہی شروع کرنا چاہیئے۔ اس میں نہ تو کسی جراح کو بُلانے کی ضرورت ہے نہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس بھاگے جانے کی حاجت۔ گنوار سے گنوار اور ان پڑھ سے اَن پڑھ آدمی بھی اس دوائی کا استعمال کر سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر ایک گھر میں اس دوائی کا موجود ہونا از بس ضروری ہے بلکہ افسرانِ بالا یا گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ہر ایک گاؤں کے نمبردار وغیرہ کے پاس اس دوائی کو موجود رکھے۔ تاکہ کوئی شخص سانپ کے زہر سے ہلاک نہ ہونے پائے۔ اب کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اس تریاق کے ہوتے ہوئے کیوں بیس ہزار آدمیوں کی جانیں سانپ کے کاٹنے سے ضائع ہو جائیں۔

اسی طرح اگر نوشادر کو پانی میں حل کر کے مکان بھر میں چھڑک دیا جائے تو سانپ گھر میں داخل نہیں ہوتا۔

محمد رفیق ضیاء
ٹی آئی کالج ربوہ



# حقیقی سکون

میری زندگی میں ایک دور ایسا آیا کہ میں اپنے آپ کو بے بس سا محسوس کرنے لگتا۔ کسی چیز میں بھی مجھے کوئی دلچسپی اور کشش محسوس نہ ہوتی۔ آخر میں نے سوچنا شروع کیا کہ مجھ سے کیا چیز کھوئی گئی ہے۔

کافی دنوں کے سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں ایک ایسی شے کھو چکا ہوں جس کو حاصل کئے بغیر میرا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ وہ کیا چیز تھی؟ وہ سکون کی تلاش تھی۔ اور اسی جستجو میں میں چلا اٹھتا تھا۔ سوتے ہوئے بڑبڑا کر جاگ اٹھتا۔ میری آنکھوں سے نیند کسی نے چھین لی تھی۔

اس بے بسی کی حالت میں زبان یہ کہہ دیتی، آہ اے سکون تو کہاں کھو گیا ہے؟ دنیا کا وہ کون سا گوشہ ہے جہاں میرا بے قرار دل تجھے پا سکے۔ میں نے دنیا کے ہر گوشہ میں تجھے تلاش کیا ہے، حسین مرغزاروں سے تیرا پتہ پوچھا ہے کہ شاید یہ بہار کی آمد سے مدہوش ہو کر خزاؤں میں ہی تیری تلاش کریں گے۔ ابھی تو یہ لہرا لہرا کر میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ سمندر کی گہرائیوں سے لے کر ہمالیہ کی برفانی چوٹیوں تک میں نے تجھے پانا چاہا۔ جب میں اتنی جستجو کے بعد تجھے زمین پر نہ پا سکا تو میری نگاہوں نے آکاش کی بلندیوں پر تجھے تلاش کیا۔ تب میں نے ستاروں سے سوال کیا لیکن وہ طنز سے مسکرا کر رہ گئے۔ میں نے چاند سے تیرا پتہ پوچھا۔ لیکن اس حسن کے دیوتا نے بڑی شانِ دلربائی کے ساتھ اپنا چہرہ کالی بدلیوں میں چھپا لیا۔ میں مایوس ہو چکا تھا لیکن میں نے دنیا کی محفلوں میں مل کر قہقہے لگائے۔ لوگ کہتے تھے شاید میری زندگی میں کوئی غم ہی نہیں ہے لیکن وہ کیا جانیں۔ میں تو ان کھوکھلے قہقہوں میں سکون کا متلاشی تھا اور یہ سوچ کر کہ شاید اسی طرح میرا غم کچھ ہلکا ہو جائے گھنٹوں دوستوں کی محفلیں جمائے رکھتا۔

لیکن آہ!........ یہ محفلیں، یہ قہقہے، یہ یار دوست بھی مجھے سکون نہ دے سکے۔ آخر میں نے موت کی خواہش کی۔ لیکن مجھ دنیا کے ٹھکرائے ہوئے کو موت نے بھی ٹھکرا دیا۔ اس وقت یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ ؂

گھبرا کے موت کی بھی دعا بار بار کی
یہ آرزو بھی راس نہ آئی قرار کی

اتنی جدّ و جہد کے بعد آخر میں نے اس دُرِ مکنون کو پا ہی لیا۔ اپنے بہت ہی قریب۔ کوئی سمجھے کہ یہ منزل

(باقی صفحہ ۴۶ پر)

خدام الاحمدیہ کی مساعی



جستہ جستہ

{ آپ کی کارگزاری کے خاص پہلوؤں سے دوسری مجالس میں مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی مؤثر کوششوں سے اختصار کے ساتھ مطلع فرماتے رہیں ۔۔۔ (ادارہ) }

## ایک مثالی وقارِ عمل

۲۵ مارچ جمعہ کے روز پروگرام کے مطابق صبح ۶½ بجے تمام خدام کو اجتماعی وقارِ عمل کے لئے اکٹھا کیا گیا۔ جس میں ۱۶ خدام اور ۵ اطفال نے حصہ لیا۔ کرونڈی سے جو بڑا راستہ اسٹیشن کی طرف جاتا ہے وہ ایک جگہ سے تانگوں اور لاریوں کی وجہ سے بہت زیادہ خراب ہو چکا تھا حتیٰ کہ پیدل آدمی بھی مشکل سے گزرتا تھا۔ جب بھی کوئی تانگہ یا لاری وغیرہ گزرتی تھی تو اس قدر ہچکولے کھاتی اور گرد اڑاتی تھی کہ مسافروں کا ناک میں دم آجاتا۔ یہ خراب راستہ جس ۵۱۳ فٹ لمبا اور ۴۲ فٹ چوڑا تھا بس پر ۷ بجے کام شروع کر کے خدام نے پہلے کدالوں سے رستہ کو ہموار کیا اور بعد میں اس پر بہت زیادہ پانی ڈالا گیا۔ اس کے بعد سرسوں کا بھوسہ کوئی ۲ فرلانگ سے (سر پر اٹھا کر) لا کر اس پر ڈالا گیا۔ اس کے اوپر پھر بہت سا پانی بالٹیوں سے بہایا گیا جس سے سڑک بہت زیادہ مضبوط ہو گئی ہے۔ اس علاقہ اور کرونڈی کے لوگوں نے ہماری اس کارکردگی کو دیکھ کر بہت سراہا اور بہت دعائیں دے رہے ہیں۔ اب جبکہ بارہ تیرہ دن ہو گئے ہیں ابھی تک اس رستہ میں کسی قسم کا کوئی گڑھا نہیں پڑا۔ امید ہے دو تین ماہ تک یہ راستہ خراب نہیں ہوگا۔!

نائب معتمد
مجلس خدام الاحمدیہ کرونڈی ضلع خیرپور

---

## موضع ڈُم میں سیرۃ النبیؐ کی کامیاب نشست

مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گولبازار ربوہ نے مورخہ ۲ جولائی ۱۹۶۶ء کو بعد نماز عشاء ربوہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع ڈم میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا۔ اس اجلاس میں حلقہ کے تیس خدام اور اطفال نے شرکت کی اور پچاس غیر از جماعت دوست اس جلسہ میں شریک ہوئے۔

جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی اور نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" مکرم عبد العزیز صاحب سائیکل ورکس گولبازار ربوہ نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ علی الترتیب مکرم سجاد صاحب بھیروی، مکرم سید نعیم حیدر صاحب، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔اے اور خاکسار نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقاریر کیں۔ بعدہٗ عزیزم منور احمد ملک نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور نظم "بدرگاہ ذی شان خیر الانام" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

آخر میں مکرم راجہ صاحب موصوف نے ضلع جھنگ کی ٹھیٹھ پنجابی زبان میں قریباً ۱½ گھنٹہ تک نہایت مؤثر انداز میں تقریر فرمائی۔ لاؤڈ سپیکر کا بہتر انتظام ہونے کی وجہ سے جلسہ کی کارروائی عورتیں اور مرد اپنے گھروں میں بیٹھے بھی سن رہے تھے۔ یہ اجلاس دو گھنٹہ تک جاری رہنے کے بعد دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ربوہ سے جانے والے تیس خدام اور اطفال کا کھانا مکرم شیخ نور الحق صاحب ایم۔این سنڈیکیٹ نے پیش کیا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(زعیم مجلس خدام الاحمدیہ گولبازار ربوہ)
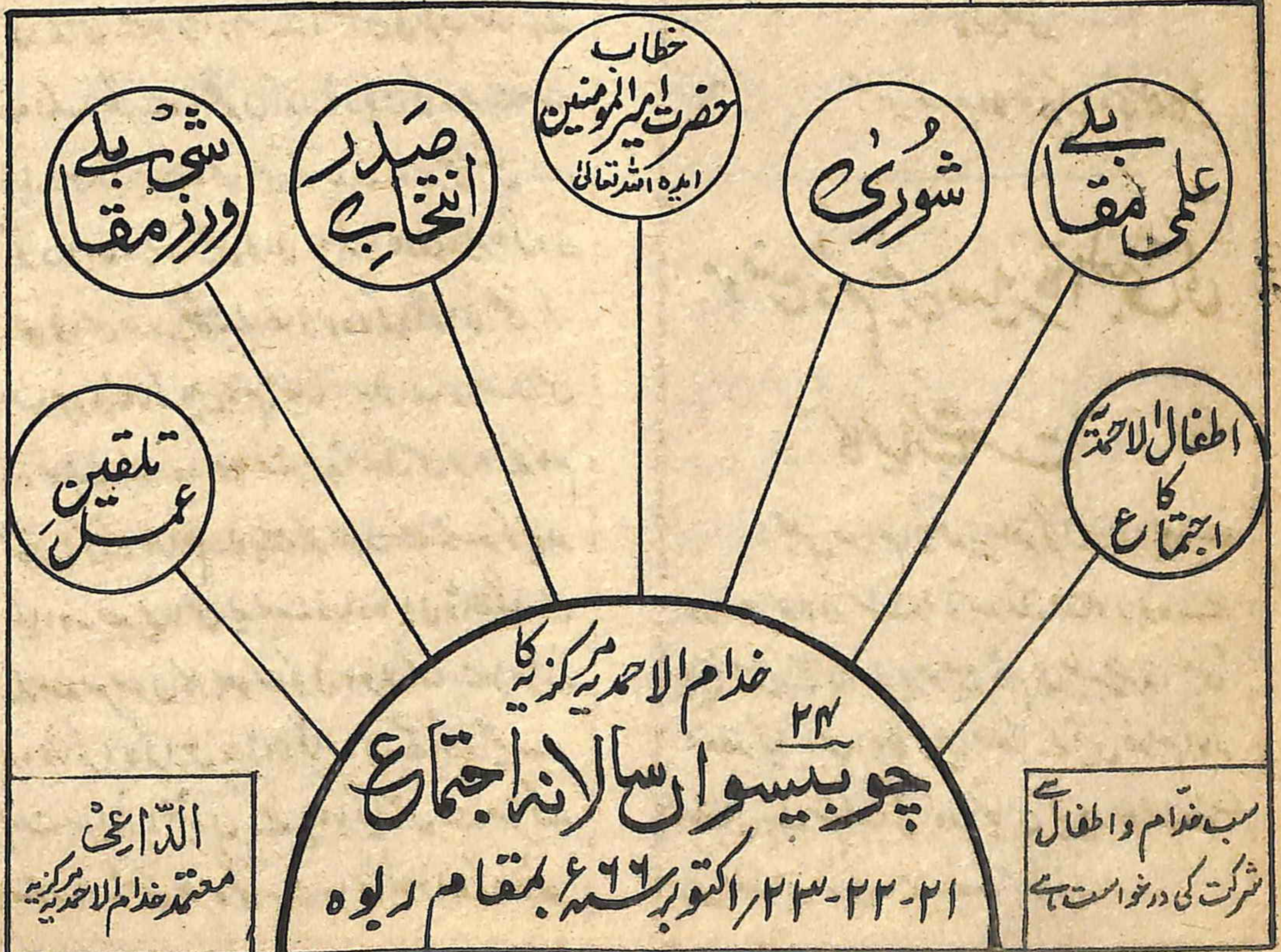
---

# نقصان سے بچیئے!

رسالہ کے خریداران کا چندہ ختم ہونے سے ایک ماہ پہلے انہیں اس بارہ میں اطلاع کر دی جاتی ہے۔ جس پر اکثر احباب رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیتے ہیں۔ دیگر خریدار حضرات کو اگلے ماہ وی پی بھجوایا جاتا ہے۔ جس کے باعث ایسے ہر خریدار کو ڈاک کے نرخوں میں اضافہ کے باعث اب قریباً سوا روپیہ زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ پس اس زائد خرچ سے بچنے کا بہترین طریق یہی ہے کہ آپ بروقت رقم دفتر کو منی آرڈر کر دیا کریں۔

(مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

---

## ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

اب احمدی بچوں بچیوں میں دن بدن زیادہ مقبول ہو رہا ہے۔ تشحیذ کی اشاعت بڑھائیے۔ اس میں دلچسپی بھی بڑھائیے۔ اپنے بچوں بچیوں کو اس میں زیادہ سے زیادہ مضامین لکھ کر بھجوانے کی ترغیب دلائیے!

مینیجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان
ربوہ

Monthly KHALID Rabwah

Regd. No. L 5830 August 1966



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چوبیسواں

# سالانہ اجتماع

بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ اخاء ۱۳۴۵ ھش - اکتوبر ۱۹۶۶ء

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا آئندہ سالانہ اجتماع انشاءاللہ تعالی ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ اخاء ۱۳۴۵ اکتوبر ۱۹۶۶ء اپنے مرکز ربوہ میں منعقد ہوگا اس بارہ میں ضروری اعلانات خالد کے آئندہ شماروں اور اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہینگے - حسب معمول اطفال الاحمدیہ کا مرکزی اجتماع بھی علیحدہ انتظام کے تحت ان ہی ایام میں منعقد ہوگا۔

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ابھی سے اجتماع میں شمولیت کے لئے خدام و اطفال میں تحریک کریں اور کوشش کریں کہ اس مرتبہ ان کی مجلس سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خدام و اطفال شامل ہوں۔

امسال انشاءاللہ تعالی سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالی خدام سے بالمشافہ خطاب فرما کر قیمتی ہدایات سے نوازینگے - ہر مجلس کی نمائندگی اجتماع میں ضروری ہے۔

## منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا